

الضھی

شمارہ نمبر ۱۱۸ پر میل ۲۰۲۱ء

روحانی اور تربیتی اشاعت لجنة اماء اللہ آسٹریلیا



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرستِ مضمون

1	کلام اللہ تبارک و تعالیٰ	
2	حدیث نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلٰیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ	
3	کلام الامام	
4	اداریہ	
5	خطبہ جمعہ	
11	ہجرت دورِ خلافتِ رابعہ	
	(نداء النصر ما هم)	
13	ہجرت (سیدہ مبارکہ جنود)	
15	ہجرت (شازیہ ناز)	
21	ہجرت (شمیرہ مبشر)	
24	خلیفۃ المسیح الاول کی ہجرت	
27	دجال کی حقیقت (ثوبیہ احمد)	
34	ہجرت (عالیہ عمر)	
36	حضرت مسیح موعود کی آخری باتیں (عاشرہ مہوش)	
38	حضرت قاضی محبوب عالم صاحبؒ (شاملہ کرن)	
40	یادِ فتنگان (عمارہ معین)	
41	ورزش کے فائدے (تابانہ طاہر)	
42	دستِ خوان	

کلام اللہ تبارک و تعالیٰ

إِنَّ الَّذِينَ تَوْفِهُمُ السَّلِيلَكَةُ طَالِبِيَّةُ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتَهَا جِرْوًا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَا وَهُمْ بِجَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَعِيَّرًا ﴿١٦﴾

ترجمہ: ”یقیناً وہ لوگ جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ اپنے نفوں پر ظلم کرنے والے ہیں وہ (ان سے) کہتے ہیں تم کس حال میں رہے؟ وہ (جو ابا) کہتے ہیں ہم تو وطن میں بہت کمزور بنادے گئے تھے وہ (فرشتے) کہیں گے کہ کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ پس یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت براٹھکانہ ہے۔“

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوُلُدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهُشَدُونَ سَبِيلًا ﴿١٧﴾

ترجمہ: ”سوائے ان مردوں اور عورتوں اور بچوں کے جنہیں کمزور بنایا گیا تھا۔ جن کو کوئی حیله میر نہیں تھا اور نہ ہی وہ (نکلنے کی) کوئی راہ پاتے تھے۔

فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفُرَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفْوًا غَفُورًا ﴿١٨﴾

ترجمہ: ”پس یہی وہ لوگ ہیں، بعید نہیں کہ اللہ ان سے در گزر کرے اور اللہ بہت در گزر کرنے والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔“

وَمَنْ يُّهَا جِرْفِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدُ فِي الْأَرْضِ مُرْغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً وَمَنْ يَنْهِي هُمْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَا جِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٩﴾

ترجمہ: ”اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے تو زمین میں (دشمن کو) نامرد کرنے کے بہت سے موقع اور فراغی پائے گا۔ اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کر رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلتا ہے پھر (اس حالت میں) اسے موت آجائی ہے تو اس کا اجر اللہ پر فرض ہو گیا ہے۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔“ (سورۃ النساء آیت: 98-101)

حدیث نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

عَنْ أَبِي أَمَامَةَ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، اذْنُنِي بِالسِّيَاحَةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ سِيَاحَةً أَمْتَقِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ: "حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! مجھے سیاحت کی اجازت دیجئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا میری امت کی سیاحت اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد ہے۔" (ابوداؤد کتاب الجہاد)

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ
فِي سَفَرٍ فَلْيُؤْمِرُوا أَحَدَهُمْ

ترجمہ: "حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تین سفر میں نکلیں تو چاہئے کہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں۔" (ابوداؤد کتاب الجہاد)

أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَانَ يَقُولُ لَقَلْمَانًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ، إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ إِلَّا يَوْمَ الْحِمَيْسِ

ترجمہ: "حضرت کعب بن مالکؓ کہتے تھے کہم ہی ایسا ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی سفر میں جمعرات کے سوا اور کسی دن نکلیں۔" (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسَافِرَ
فَأَوْصِنِي، قَالَ عَلَيْكَ بِتَنْقُوِيِ اللَّهِ، وَالثَّكِيرِ عَلَى كُلِّ شَرْفٍ، فَلَمَّا أَنْ وَلَّ الرَّجُلُ، قَالَ اللَّهُمَّ
اطْلُو لِهِ الْبَعْدَ، وَهَوْنَ عَلَيْهِ السَّفَرُ

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں سفر میں جانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا تقوی اختیار کرو۔ جب بھی بلندی پر چڑھو تکبیر کہو۔ جب وہ آدمی واپس ہو تو آپ ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ! اس کی دوری کو لپیٹ دے (یعنی اس کا سفر جلد طے ہو) اور اس کا سفر آسان کر دے۔" (ترمذی)

کلام الامام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”خد تعالیٰ اپنی طرف آنے والے کی سعی اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔ یہ ممکن ہے کہ زمین دار اپنا کھیت ضائع کر لے، نوکر موقوف ہو کر نقصان پہنچا دے، امتحان دینے والا کام میاب نہ ہو، مگر خدا کی طرف سعی کرنے والا کبھی بھی ناکام نہیں رہتا۔ اس کا سچا وعدہ ہے کہ

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِيْنَا نَهْدِيْنَاهُمْ سُبْلَنَا ۝ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (العنکبوت: 70)

خد تعالیٰ کی راہوں کی تلاش میں جو جو یا ہوا، وہ آخر منزل مقصود پر پہنچا۔ دنیوی امتحانوں کیلئے تیاریاں کرنے والے، راتوں کو دن بنادینے والے طالب علموں کی محنت اور حالت کو ہم دیکھ کر رحم کھا سکتے ہیں، تو کیا اللہ تعالیٰ جس کار حم اور فضل بے حد اور بے انت ہے، اپنی طرف آنے والے کو ضائع کر دے گا؟ ہرگز نہیں، ہر گز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ (آلہ توبہ: 120)

إِنَّ اللَّهَ لَا يُفْسِدُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ (الزلزال: 8)

ہم دیکھتے ہیں کہ ہر سال ہزار ہا طالب علم سالہا سال کی مختنلوں اور مشقوں پر پانی پھرتا ہوا دیکھ کر روتے رہ جاتے ہیں اور خود کشیاں کر لیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا فضل عییم ایسا ہے کہ وہ ذرا سے عمل کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ پھر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ انسان اس دنیا میں ظنی اور وہی باتوں کی طرف تو اس قدر گرویدہ ہو کر محنت کرتا ہے کہ آرام اپنے اوپر گویا حرام کر لیتا ہے اور صرف خشک امید پر کہ شاید کامیاب ہو جاویں، ہزار ہارخ اور دکھ اٹھاتا ہے، تاجر نفع کی امید پر لاکھوں روپے لگادیتا ہے، مگر یقین اسے بھی نہیں ہوتا کہ ضرور نفع ہی ہو گا، مگر خدا تعالیٰ کی طرف جانے والے کی (جس کے وعدے یقینی اور حقیقی ہیں کہ جس کی طرف قدم اٹھانے والے کی ذرا بھی محنت رائیگاں نہیں جاتی) میں اس قدر دوڑ دھوپ اور سرگرمی نہیں پاتا ہوں۔ یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے وہ کیوں نہیں ڈرتے کہ آخر ایک دن مرنے ہے۔ کیا وہ ان ناکامیوں کو دیکھ کر بھی اس تجارت کے فکر میں نہیں لگ سکتے جہاں خسارہ کا نام و نشان ہی نہیں اور نفع یقینی ہے۔ زمیندار کس قدر محنت سے کاشتکاری کرتا ہے، مگر کون کہہ سکتا ہے کہ نتیجہ ضرور راحت ہی ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کیسار حیم ہے اور یہ کیسا خزانہ ہے کہ کوڑی بھی جمع ہو سکتی ہے، روپیہ اشرفتی بھی۔ نہ چور چکار کا اندیشہ نہ یہ خطرہ کہ دیوالہ نکل جاوے گا۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی ایک کانٹا بھی راستے سے ہٹا دے تو اس کا بھی ثواب اس کو دیا جاتا ہے۔ اور پانی کا لالتا ہوا اگر ایک ڈول اپنے بھائی کے گھرے میں ڈال دے تو خدا تعالیٰ اس کا بھی اجر ضائع نہیں کرتا۔ پس یاد رکو کہ وہ راہ جہاں انسان کبھی ناکام نہیں ہو سکتا وہ خدا کی راہ ہے۔ دنیا کی شاہراہ ایسی ہے جہاں قدم پر ٹھوکریں اور ناکامیوں کی چٹانیں ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے سلطنتوں تک کو چھوڑ دیا آخر یو توقف تونہ تھے جیسے ابراہیم ادھم، شاہ شجاع، شاہ عبدالعزیز جو مجدد بھی کھلاتے ہیں، حکومت، سلطنت اور شوکت دنیا کو چھوڑ دیجئے۔ اس کی بھی وجہ تو تھی کہ ہر قدم پر ایک ٹھوکر موجود ہے۔ خدا ایک موتی ہے اس کی معرفت کے بعد انسان دنیا وی اشیاء کو ایسی حرارت اور ذلت سے دیکھتا ہے کہ ان کے دیکھنے کیلئے بھی اسے طبیعت پر ایک جر اور اکراہ کرنا پڑتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی معرفت چاہو اور اس کی طرف ہی قدم اٹھاؤ کہ کامیابی اسی میں ہے۔“ (ملفوظات جلد اول ص 91)

اداریہ

زیر نگرانی:

عبدہ پوہدری

(صدر لجنة اماء اللہ آسٹریلیا)

مدیرہ:

صیحہ فاروق

(سینکڑی اشاعت لجنة اماء اللہ آسٹریلیا)

ڈیزائنگ:

عائشہ وحید، صیحہ فاروق

سرور ق ڈیزائن:

ملیحہ احمد، نداء اعمر

ٹائپنگ اور پروف ریڈنگ:

راضیہ مبشر، عائشہ وحید، امتحہ الحفیظ خان

عزیز ہئو، اسلام و علیکم! ایک ایسے سال کا شمارہ آپ کے ہاتھ میں ہے جس نے انسانی زندگی کی ترقیات اور انسان کی مافوق الفطرت طاقت اور وسائل کا بھائند ا تقریباً پھوڑا الا ہے۔ ہم سب ایک ایسے طرزِ زندگی کی طرف لوٹائے گئے ہیں جو ہم اپنی دانست میں بہت بچھے چھوڑ آئے تھے۔ کیا اس سے بھی بہتر کوئی اور وقت ہمیں ایسا میسر آسکے گا جب ہم اپنی ہستی کی بنیاد کو نئے سرے سے تو لیں اور ہم، اس دنیا میں بھیجے جانے کے مقصد کی یاد کوتازہ کریں؟ آئیے ہم، جو ایسی سر زمین پر آباد ہیں جہاں تک کا سفر صرف انسان نے ہی نہیں بلکہ غیر انسانی انواع نے بھی اختیار کیا، دنیا کے اس کونے میں بیٹھ کر سوچیں کہ ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟

پروفیسر آر چراپنے ایک حالیہ مضمون میں لکھتے ہیں کہ 45 میں سال پہلے جب آسٹریلیا اور قطب جنوبی پھٹ کر علیحدہ ہوئے تھے اس وقت آسٹریلیا بر طرف سے ایسے سمندر میں گھرا ہوا تھا جس میں کڑوؤں قسم کی انواع بھرپڑی تھیں اور ان میں سے بہت سی نئی بستیوں کی تلاش میں آسٹریلیا آگئی تھیں۔ ہم یہ کبھی نہ جان سکیں گے کہ ان میں سے کتنی انواع اس کھنڈن سفر میں جان سے ہاتھ دھوپیٹھیں اور کتنی یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئیں (سڈنی مارنگ ہیر لڈ ۹ اکتوبر ۹۸ء)

اس شمارہ کا عنوان ہجرت بھی اسی تناظر میں چنان ہے کہ احمدی مسلمان ہونے کے ناطے اور آسٹریلیا میں مقیم ہونے کے ناطے ہجرت سے تو ہمارا دوہر اپلکہ کئی تھے والا ناطہ ہے۔ ایک مسلمان یہ کیسے فراموش کر سکتا ہے کہ ہجرت انبیاء کی سنت ہے۔ پھر وہ حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ کی سر زمین چجاز کی طرف ہجرت ہو یا حضرت عیسیٰ کی ہندوستان کی طرف ہجرت، یا پھر حضرت خلیفۃ المسیح الشاذیؑ کی قادیانی دارالامان سے لاہور کی جانب ہجرت ہو، یا حضرت خلیفۃ المسیح الرائعؑ کی ربوہ سے لندن کی جانب ہجرت ہو۔ جہاں وہ ایک نئی ذمہ داریوں کا طوفان لئے ہوئے ہوتی ہے وہیں نئی بشارتوں اور ترقیات کے خزانے بھی۔ لیکن بنیادی بات وہیں تک لوٹ آتی ہے جہاں سے شروع ہوئی۔ ایک فرد واحد کی ذمہ داری اور اس ذمہ داری کو نبھانے کا احساس!

حضرت خلیفۃ المسیح الخاتم ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ان مکلوں میں آکر اب ہر احمدی کا فرض بتتا ہے کہ وہ اس اہم فریضہ کو پوری طرح ادا کرنے کی کوشش کرے۔ ہر جگہ جہاں احمدی ہیں اپنے ماحول کو بتائیں کہ حقیقی اسلام کیا ہے۔ ہر احمدی کا عمل، اس کے اخلاق اس کی عبادت کے معیار ایسے ہوں کہ دوسروں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والے ہوں یہ جہاں احمدیوں کو دوسروں سے ممتاز کریں گے وہاں یہاں کے مقامی لوگوں میں تبلیغ کے راستے کھولنے میں بھی مدد گار ہوں گے۔ پس اس بات کو ہر احمدی کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ ہر احمدی کا ایک بہت بڑا مقصد ہے کہ پہلے اس نے خود اپنے مقصد پیدا کیش کو سمجھنا ہے اور پھر دوسروں کو اس مقصد پیدا کیش کو سمجھنے کی طرف توجہ دلانی ہے۔ دنیا کو اس حقیقت سے آشنا کروانا ہے کہ دنیا کی نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ خدا تعالیٰ سے دور لے جانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے ہیں۔۔۔“ (خطبہ جمعہ 6 اپریل 2018ء)

خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرو راحمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ سورخہ 6 اپریل 2018ء

اَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ الْرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۔

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ هَرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَثْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرَ الْمَغْصُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔

ہے یا مستقل رہائش کا ویزہ لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ احمد یوں کے پاکستان میں حالات ایسے نہیں کہ آزادانہ طور پر ہم اپنے آپ کو اپنے ایمان کے مطابق مسلمان کہہ سکیں یا عبادات کر سکیں یا مذہبی رسومات ادا کر سکیں۔ بعض لوگ یہاں جب کیس کرتے ہیں تو صحیح طور پر اپنے حالات بیان کرتے ہیں۔ لیکن بعض یہاں کم اور یورپ کے دوسرے ممالک میں زیادہ زیب داستان بھی کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔

میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ اگر حقیقی اور سچی بات بیان کی جائے اور پاکستان میں مذہب کے نام پر ہم پر جوزیا تیاں ہو رہی ہیں انہیں ہی بتا کر صرف یہ کہا جائے کہ ایسے حالات میں میرا وہاں رہنا مجھے ذہنی طور پر شدید دباو میں لا رہا ہے یا ڈالتا ہے اور مستقل ٹارچر بھی ہے تو عام طور پر یہ لوگ، حکومتی انتظامیہ بھی یا عادتوں

سپین مغربی ممالک میں سے تو بیک ہے لیکن معاشری استحکام کے لحاظ سے یورپ کے کم مستحکم ملکوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں کام کے موقع اور آمد اور معیار زندگی یورپ کے دوسرے ممالک مثلاً فرانس، جرمنی، ہالینڈ یا یوکے وغیرہ سے کم ہے اور یہ عموماً بتایا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود پاکستان کے مقابلے میں اس کے معاشری حالات پاکستان سے یہاں آنے والوں کے لئے بہتر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے پاکستانی یہاں کاروباری سلسلہ میں بھی اور ملازمت کے سلسلہ میں بھی آتے ہیں۔ اور جہاں تک احمد یوں کا سوال ہے وہ جب پاکستان سے نکلتے ہیں تو دو وجہات سے نکلتے ہیں۔ جن میں سے سب سے بڑی وجہ پاکستان میں احمد یوں کے لئے مذہبی پابندیاں اور آزادی کا نہ ہونا ہے۔ دوسرے معاشری حالات کی بہتری ہے۔ یہاں آنے والوں کی اکثریت یہی کہہ کر یہاں اسلام لیتی

فضل بھی ہمارے شامل حال ہوں گے۔ اگر ہماری بنیاد ہی جھوٹ پر ہے اور ہم نے دنیا کے حصول کو اپنا مقصد سمجھا ہوا ہے تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ کو واحد مانے والے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کبھی شرک نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے مقصد پیدائش کی حقیقت کو سمجھا ہے ان کی زندگی کا پہلا مقصد خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہوتا ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کو حاصل کرنا اور دنیا کی رنگینیوں میں ڈوبنا ہمارا مقصد نہیں ہے اور نہ ہی یہ ایک مومن کا مقصد پیدائش ہے۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اس کے بتائے ہوئے مقصد پیدائش کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو تبھی ہم حقیقی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس دنیا میں آنے کے مقصد کو پورا کر سکتے ہیں۔ یہ دنیا اور اس کی نعمتوں تو ہمیں مل ہی جائیں گی کہ اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی نعماء سے اپنی طرف آنے والوں کو محروم نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیاوی نعمتوں سے بھی محروم نہیں رکھتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے کہ مجھ سے دنیا و آخرت کی حسنات مانگو۔ جیسا کہ فرماتا ہے *رَبَّنَا أَنْتَ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَّ قَاتَ عَذَابَ النَّارِ* (ابقرۃ: 202)۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

”انسان اپنے نفس کی خوشحالی کے واسطے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ ایک دنیا کی مختصر زندگی اور اس میں جو کچھ مصائب شدائد ابتلاء وغیرہ اسے پیش آتے ہیں ان سے امن میں رہے۔ دوسرے فسق و فجور اور روحاںی پیاریاں جو اسے خدا سے دور کرتی ہیں ان سے نجات پاؤ۔“ (انسان کے لئے دو باتیں ہیں ایک دنیاوی مشکلات اور

کے نج بھی یہ بات سمجھ جاتے ہیں اور مدد کا اور ہمدردی کا رجحان رکھتے ہیں۔ پس کیس کرتے وقت دوسروں کے کہنے میں آکریا وکیلوں کے کہنے میں آکر اپنے آپ کو یا اپنی بات کو مبالغہ آمیزی کے ساتھ پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس طرح شروع سے آخر تک بیان بھی ایک ہی ہونا چاہئے، نہ کہ بیان بد لے جائیں جس سے انتظامیہ کو جھوٹ کا شبہ ہو۔ جھوٹ سے تو ویسے بھی ایک احمدی کو پہنچا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا ہے اور ایک احمدی سے کبھی یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ شرک کرنے والا ہو۔ ایک طرف تو اس کا دعویٰ یہ ہے کہ میں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنے والا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنے والا ہوں۔ اور زمانے کے امام اور مسیح موعود اور مہدی معہود کو مانتا ہوں۔ اور دوسری طرف اس بنیادی گناہ جس سے پہنا ایک موحد کا پہلا فرض ہے اس سے انسان بچنے والا نہ ہو۔ پس اس لحاظ سے ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ دنیاوی فوائد کے حصول کے لئے ہم سے کوئی ایسی حرکت سرزد تو نہیں ہو رہی یا ہم کوئی ایسی حرکت تو نہیں کر رہے جو ہمیں خدا تعالیٰ کے نزدیک انتہائی گناہ گار بنا رہی ہو۔

پس جیسا کہ میں نے کہا جب ہم اپنے ایمان کو بچانے کے لئے، اپنے دین پر قائم رہنے کے لئے اپنے ملک سے نکلے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سب سے اول فوقیت ہمیں دینی چاہئے۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے کے بعد ہماری ترجیحات کیا ہیں اور کیا ہونی چاہئیں۔ اگر یہ ترجیحات خدا تعالیٰ کے احکامات کے مطابق نہیں تو ہم نے اس مقصد کو نہیں پایا جو مقصد ہماری ہجرت کا ہے۔ اور اگر یہ اس کے مطابق ہیں تو ہم نے اس ہجرت کے مقصد کو پالیا اور ایسی صورت میں پھر اللہ تعالیٰ کے

ان سے بیزار ہو کر اس واحد لاثریک سے اور حقیقی رب کے آگے سرنیاز نہ جھکائے اور رَبِّنَا کی پُر درد اور دل کو پچھلانے والی آوازوں سے اس کے آستانے پر نہ گرے تب تک وہ حقیقی رب کو نہیں سمجھا۔ جیسا کہ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں ہم رَبِّنَا کی دعا بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن فرمایا کہ حقیقی رَبِّنَا اسی وقت ادا ہوتا ہے جب پُر درد اور دل کو پچھلانے والی آواز نکل رہی ہو۔ اس حقیقت کو جانتا ہو کہ جب میں نے رَبِّنَا کہا ہے تو میں ایک وحدہ لاثریک خدا کو پکار رہا ہوں جو میرا رب ہے۔ اور آپ نے فرمایا جب یہ ہو گا تو تبھی وہ حقیقی رب کو سمجھتا ہے، اسی سے دعماً نگتا ہے۔ پس فرمایا ”پس جب ایسی دل سوزی اور جان گدازی سے اس کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرتا اور اسے مخاطب کرتا ہے کہ رَبِّنَا یعنی اصل اور حقیقی رب تو تُو ہی تھا مگر ہم اپنی غلطی سے دوسری جگہ بہکتے پھرتے رہے۔ اب میں نے ان جھوٹے بتوں اور باطل معبدوں کو ترک کر دیا ہے اور صدق دل سے تیری ربو بیت کا اقرار کرتا ہوں۔ تیرے آستانے پر آتا ہوں۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 188-189۔ ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگستان)

پس یہ ہے وہ حالت جو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے اور اس کی عبادت کرنے اور اپنے مقصد پیدائش کو سمجھنے کی حضرت مسح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ جب ہم اس طرح اپنے رب کو پکارنے کا حق ادا کریں گے تو دنیا کی حنات بھی ہمیں مل جائیں گی اور آخرت کی حنات بھی ملیں گی بلکہ دنیا کی حنات بھی انسان آخرت کی حنات کے حصول کے لئے ہی مانگتا ہے تاکہ صحت ہو تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا ہو۔ صحت ایک دنیاوی خیر ہے، بھلائی ہے، حنات میں شامل ہے۔ اگر صحت ہو گی تو انسان عبادت بھی صحیح طرح کر سکتا ہے۔ مال ہو تو اللہ تعالیٰ کے

بیماریاں دوسرے روحاںی مشکلات اور بیماریاں۔ پس انسان ان دونوں سے نجات پانے کی کوشش کرتا ہے۔

فرمایا کہ ”تو دنیا کا حسنہ یہ ہے کہ کیا جسمانی اور کیا روحاںی دونوں طور پر یہ ہر ایک بلا اور گندگی زندگی اور ذلت سے محفوظ رہے۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 302۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگستان)

آپ پھر رَبِّنَا کی مزید تشرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”۰۰۰۰۰ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَبِّنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ۝۔“ اس بارے میں آپ نے فرمایا کہ ”اصل رَبِّنَا کے لفظ میں توبہ ہی کی طرف ایک باریک اشارہ ہے۔“ جب انسان رَبِّنَا کہتا ہے یعنی اے ہمارے رب تو اللہ تعالیٰ کی طرف جھلتا ہے۔ فرمایا ”کیونکہ رَبِّنَا کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ بعض اور ربّوں کو جو اس نے پہلے بنائے ہوئے تھے ان سے بیزار ہو کر اس رب کی طرف آیا ہے اور یہ لفظ حقیقی درد اور گداز کے سوا انسان کے دل سے نکل ہی نہیں سکتا۔“۔ جب انسان حقیقی طور پر رَبِّنَا کہتا ہے تو پھر ایک درد سے رَبِّنَا کلتا ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو صرف ظاہری طور پر ہی رَبِّنَا کی دعا پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن اگر انسان دلی کیفیت سے دعا مانگ رہا ہو تو تبھی حقیقت میں رَبِّنَا کا لفظ منہ سے نکلتا ہے اور حضرت مسح موعود علیہ السلام کے مطابق تو رَبِّنَا کا لفظ منہ سے نکل ہی نہیں سکتا جب تک حقیقی درد نہ ہو اور گداز نہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”اصل میں انسان نے اپنے بہت سے ارباب بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اپنے حیلوں اور دغاباًزیوں پر اسے پورا بھروسہ ہوتا ہے تو وہی اس کے رب ہوتے ہیں۔ اگر اسے اپنے علم کا یاقوت بازو کا گھمنڈ ہے تو وہی اس کے رب ہیں۔ اگر اسے اپنے حسن یا مال و دولت پر فخر ہے تو وہی اس کا رب ہے۔ غرض اس طرح کے ہزاروں اسباب اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ جب تک ان سب کو ترک کر کے

عمده اور اعلیٰ قوئی اس کو عنایت کئے ”(یعنی باقیوں کی نسبت انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، بہترین قوئی عنایت کئے)“ اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدعاعاٹھر کھا ہے خواہ کوئی انسان اس مدعاعا کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ مگر انسان کی پیدائش کا مدعاعابلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ میں فانی ہو جانا ہی ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزانہ جلد 10 صفحہ 414)

پس جب انسان اس مدعاعا کو سامنے رکھتا ہے تو وہ حقیقی مومن بنتا ہے اور دنیا کی حسنات کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بناتا ہے۔ پس انسان کی ذہنی صلاحیتیں، انسان کی جسمانی قوتیں، انسان کے بہتر مالی حالات موجودہ زمانے کی ایجادات سے یا اور ان سب باقتوں سے انسان کو کبھی غافل نہ کریں۔ نہ صحت، نہ مال، نہ ذہنی صلاحیتیں، نہ جو ہمارے ارد گرد دنیاوی چمک دکھ کے اس بات سے ہمیں غافل کریں کہ ہم اپنے مقصد پیدائش کو بھول جائیں۔ جیسا کہ ہمیں نے کہا تھا کہ احمدیوں کی اکثریت ان ملکوں میں دین کی وجہ سے آئی ہے، نہ ہمیں پابندیوں کی وجہ سے آئی ہے جو ان کو اپنے ملک میں تھیں۔ پس اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ احمدی اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کے مطابق ایک لمبے اندر ہیرے زمانے کے بعد پھر اسلام کا روش سورج مسح موعود کے زمانے میں طلوع ہونا تھا جس نے مسلمانوں کے دلوں کو بھی اندر ہیروں سے روشنی کی طرف حقیقی تعلیم اور بدعاوں سے پاک تعلیم بتا کر لانا تھا اور غیر مسلموں کو بھی اسلام کی حقیقی خوبصورت تعلیم بتانی تھی۔ ان ملکوں میں آکر اب ہر احمدی کا فرض بتا ہے کہ وہ اس اہم فریضہ کو پوری طرح ادا کرنے کی کوشش کرے۔ ہر جگہ جہاں احمدی ہیں اپنے ماحول کو بتائیں کہ حقیقی اسلام کیا ہے۔ ہر احمدی کا عمل، اس کے اخلاق، اس کی

دین کی خاطر اس کی قربانی کا حق ادا کر سکتا ہے۔ اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق اسے مل سکتی ہے۔ پس اس اہم اصول کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ عبادت کا حق ادا کرنے کی بات ہوئی ہے تو اس بارے میں ہمیشہ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اس وقت ادا کرنے کی کوشش ہو سکتی ہے جب ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے پیدائش کے مقصد کو پورا کرنے والے بھی ہوں گے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّةَ وَالْإِنْسَانَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاريات: 57) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے احکامات کی طرف جب ہم دیکھتے ہیں تو ایک حکم کے بعد دوسرا حکم جس طرف ہمیں لے کر جاتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کو کبھی نہ بھولو۔ تمہاری دنیاوی کوششیں بھی تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کرنے والی نہیں ہوئی چاہئیں اور نہ کبھی صرف دنیا حاصل کرنے کی غرض سے دنیاوی خواہشات کی تکمیل تمہارا مطیع نظر ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”میں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس اس آیت کی روز سے اصل مدعاعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے۔“ فرماتے ہیں ”یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعاعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے۔ کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا۔ بلکہ وہ ایک مخلوق ہے۔ اور جس نے پیدا کیا اور تمام حیوانات کی نسبت

اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں۔ اس کے حضور جھک کر ہی اسے راضی کیا جا سکتا ہے۔ ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا بھی اسے دنیا و آخرت کی حسنات کا مالک نہیں بن سکتا، نہ ہی آگ کے عذاب سے بچا سکتا ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا زیادہ ذمہ داری ڈالتا ہے کہ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ”یاد رکھو نزی بیعت سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس رسم سے راضی نہیں ہوتا جب تک کہ حقیقی بیعت کے مفہوم کو ادا نہ کرے۔ اس وقت تک یہ بیعت بیعت نہیں، نزی رسم ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بیعت کے حقیقی منشاء کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔“ اور حقیقی منشاء کیا ہے؟ فرمایا ”یعنی تقویٰ اختیار کرو۔ قرآن شریف کو خوب غور سے پڑھو اور اس پر تدبیر کرو اور پھر عمل کرو۔ کیونکہ سُنّت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اقوال اور باتوں سے کبھی خوش نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ اس کے احکام کی پیروی کی جاوے اور اس کے نواہی سے بچتے رہو۔“ (جن باتوں سے اس نے روکا ہے ان سے بچو۔) ”اور یہ ایک ایسی صاف بات ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بھی نزی باتوں سے خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی خدمت ہی سے خوش ہوتا ہے۔“

آپ فرماتے ہیں کہ ”چے مسلمان اور جھوٹے مسلمان میں بھی فرق ہوتا ہے کہ جھوٹا مسلمان باتیں بناتا ہے، کرتا کچھ نہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں حقیقی مسلمان عمل کر کے دکھاتا ہے، باتیں نہیں بناتا۔ پس جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ میرے لئے عبادت کر رہا ہے اور میرے لئے میری مخلوق پر شفقت کر رہا ہے تو

عبدات کے معیار ایسے ہوں کہ دوسروں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والے ہوں۔ یہ جہاں احمدیوں کو دوسروں سے ممتاز کریں گے وہاں یہاں کے مقامی لوگوں میں تبلیغ کے راستے کھولنے میں بھی مدد گار ہوں گے۔ پس اس بات کو ہر احمدی کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ ہر احمدی کا ایک بہت بڑا مقصد ہے کہ پہلے اس نے خود اپنے مقصد پیدائش کو سمجھنا ہے اور پھر دوسروں کو اس مقصد پیدائش کو سمجھنے کی طرف توجہ دلانی ہے۔ دنیا کو اس حقیقت سے آشنا کروانا ہے کہ دنیا کی نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ خدا تعالیٰ سے ذور لے جانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے ہیں۔ اس لئے اس میں اعتدال اختیار کرو ورنہ اعتدال سے نکلنے کی وجہ سے تم تباہی کی طرف بڑھ رہے ہو۔ آج سے چار پانچ سال پہلے دنیا کا اس طرح تباہی کی طرف بڑھنے کا تصور نہیں تھا یاد دنیا اس کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھی لیکن آج حالات بالکل مختلف ہیں اور جس تباہی کی طرف دنیا بڑھ رہی ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ مغربی دنیا کی ترقی انہیں بجا لے گی اور اگر نقصان ہوا بھی تو ایسا کہ ہم پورا کر لیں گے۔ لیکن یہ ان کی غلطی ہے جو ایسا سوچتے ہیں۔ جب جنگوں کی تباہی آئے گی یا آتی ہے تو پھر بیشک معاشری حالت سے زیادہ مسلح حکومتیں بھی ہوں تو وہ ملک ان جنگوں کے بعد پھر اپنے آپ کو سنبھالنے کی پہلی کوشش کرتے ہیں اور اب بھی کریں گے۔ یورپ کے بعض ممالک جو کم مسلح ہیں یہ تو پھر اور بھی زیادہ برے حالات میں جا سکتے ہیں۔ پس جہاں بھی احمدی ہیں وہ عملی کوشش اور سب سے بڑھ کر دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی طرف توجہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو دنیا کو تباہی سے بچا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے ان باتوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جو

اس وقت اپنے فرشتے اس پر نازل کرتا ہے اور سچے اور جھوٹے
مسلمان میں جیسا کہ اس کا وعدہ ہے فرقان رکھ دیتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 405-404۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ سچا مسلمان بننے کی
کوشش کرے۔ یہ جو دنیا کی حسنات اور نعمتیں ہیں ان سے فائدہ
اس لئے اٹھائے کہ یہ آخرت کی حسنات کا وارث بنانے والی ہوں
گی۔ ہم اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے والے بنتیں۔ دین کی وجہ
سے با مر مجبوری جو ہمیں اپنے ملکوں کو چھوڑنا پڑا ہے تو یہاں آکر
پھر دینی تعلیمات پر عمل کرنے کا حق ادا کرنے والے بنتیں۔ اللہ
تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔



ہجرتِ دورِ خلافتِ رابعہ

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ

(نداء النصر مامن میلبرن ایسٹ)

جانے کا فکر دامن گیر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی زبان سے
کہلوایا:

”یعنی ہر گز فکر نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“ (سورۃ توبہ: 40)
بے شک اس بابر کت کلام اور الٰہی مدد کا عملی ثبوت ہم میں سے ہر
کوئی گواہ ہے کہ اپنی زندگی میں کسی نہ کسی رنگ میں پورا ہوتے
ہوئے دیکھتے آئے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے شاندار
 وعدہ کے مطابق آخری زمانہ میں مسیح موعود کے نزول اور غیر
تشریعی نبی ہونے کی پیشگوئی پوری ہونے کا نظارہ آج کے اس دور
میں خلافتِ احمدیہ کی صورت میں انتہائی خوبصورتی کے ساتھ نظر
آرہا ہے الحمد للہ علی ذلک۔ اور دوسری جانب مخالفین احمدیت و
اسلام کی کوششیں بھی عروج پر ہیں۔ آج اس مضمون کے ذریعہ،
جس عظیم ہستی کی ہجرت کے بارہ میں لکھنے کی سعادت مل رہی
ہے، وہ ہیں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ
اللہ تعالیٰ۔

آپ 18 دسمبر 1928ء کو قادیانی دارالامان میں پیدا ہوئے۔ آپ
10 جون 1982ء کو حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح
الثالثؐ کی وفات کے اگلے روز جماعتِ احمدیہ کے امام منتخب

ربوہ پاکستان سے لندن، برطانیہ
کیا ظلم و ستم رہ جائیں گے اب دنیا میں پہچان وطن
اے دلیں سے آنے والے بتا! کس حال میں ہیں یاران وطن
ہجرت، خدا تعالیٰ کی راہ میں، الٰہی منشاء کے مطابق اس کے پیارے
بندے ہر دور میں ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کرتے رہے
ہیں اور کر رہے ہیں۔ کبھی یہ نقل مکانی بحکم خدا تعالیٰ، زمین کے
رنگ ہونے پر، بھی جان و مال کی حفاظت اور کبھی ایمان کی بقاء کی
خاطر، خدا تعالیٰ کے انبیاء اور ان کے پیروکار ہجرت کے سفر میں
گامزن رہے ہیں۔ الغرض ہجرت کرنے والے جہاں دکھ و الم سے
گذرتے ہیں، وہیں خدا تعالیٰ نے اُن کی اس ہجرت کے باعث بے
پناہ انعامات کا وعدہ فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے ربیع الاول 14
نبوی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔
حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کے رفیق سفر تھے۔ مکہ سے تین میل
دور ایک بخرا اور ویران پہاڑ کے اوپر غارِ ثور میں پناہ لی۔ کفارِ مکہ
سراغ لگاتے ہوئے غارِ ثور کے منہ پر جا پہنچ۔ حتیٰ کہ اُن کے پاؤں
غار کے اندر سے نظر آنے لگے لیکن تقدیرِ الٰہی کے تحت وہ غار میں
داخل نہ ہوئے۔ حضرت ابو بکرؓ کو آنحضرت ﷺ کے پکڑے

صاحبہ نے روانگی سے قبل خواب میں دیکھا کہ ہم گاڑی میں سوار ہیں اور کچھ لوگ جنہوں نے بھکاریوں والے چولے پہنے ہوئے ہیں اور فوجیوں والے لمبے بوٹ بھی، ہمیں روکنے کی کوشش کرتے ہیں، جب ہم ان کی طرف پیسے چھینتے ہیں تو وہ نوٹوں پر لپکتے ہیں اور ہم بحفاظت اپنا سفر طے کرتے ہیں۔

بعینہ اسی طرح کا واقعہ ہجرت کے وقت تائید اللہی کے طور پر پیش آیا۔ عین کراچی ایئر پورٹ کی امیگر یشن کے وقت اسی ایل پر حضورؐ کے نام کی بجائے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المساجد الثالثؐ کا نام شامل تھا اور حضورؐ کے پاسپورٹ پر واضح طور پر مرزا

طاهر احمد Head of Ahmadiyya Muslim Community کھاتھا۔ تمام عملہ پریشان ہو گیا اور اُس وقت کے ڈکٹیٹر صدر پاکستان ضیاء الحق کو ایوان صدر میں فون کرتے رہے اور گرفتاری کی ہدایت مرزا ناصر احمد کی آتی رہی۔ یہ ایک شاندار نشانِ حق اور خدائی کا رسم نامہ ہے۔

یہ دعا ہی کا تھا مجذہ کے عصا، ساحروں کے مقابل بننا اثر دہا آج بھی دیکھنا مرد حق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی ایک شاندار دورِ خلافت اور عظیم تحریکات کے بعد رضاۓ اللہی سے حضورؐ نے وطن کی جداً سہتے ہوئے اور جماعت پاکستان میں رہنے والوں کو ہم آن ملیں گے متوا لو! ”بس دیر ہے کل یا پرسوں کی“ کی امید دلاتے ہوئے 19 اپریل 2003ء کو قصرِ خلافت بیت الغفل لندن، برطانیہ میں وفات پائی۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ وَإِنَّا لَآمِينَ﴾ راجحون

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پر اے دل ٹو جاں فدا کر

ہوئے۔ جزء ضیاء الحق کے ایٹھی احمدیہ آرڈیننس محجر یہ 26 اپریل 1984ء نے آپ کو پاکستان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ آپ مورخہ 30 اپریل 1984ء کو انگلستان تشریف لے گئے۔ حضورؐ کی ہجرت خدا تعالیٰ کے الٰہی فیصلوں اور عظیم و پُر حکمت ارادوں کا پیش نہیم تھی۔ ہجرت سے قبل حضورؐ نے 28 اپریل 1984 کو نمازِ عشاء کے بعد مسجد مبارک ربودہ میں اپنا آخری خطاب فرمایا اور واضح طور پر جماعت کے غم زدہ ستم حال لوگوں کو اپنے بیارے رب کے حکم سے ہجرت کے اشارہ کی نوید سنائی کہ میرے رب نے خلافتِ احمدیہ کی حفاظت کی ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے ہجرت کا ارشاد فرمایا ہے، لہذا دعاویں کے لاتعداد سلسلہ کو جاری رکھیں اور اس تاریک رات کے بعد چمکدار سورج کو طلوع ہوتا دیکھنے پر یقین رکھیں۔ جماعت کے مختلف احباب کو اشارۃ اللہی خوابوں کے ذریعہ خلافت رابعہ کے ربودہ سے ہجرت کرنے اور ایک نیا مرکز بننے کی طرف خدا تعالیٰ نے بشارت دی جن کی تعبیر اُس دور میں نظر آئی۔

جزء ضیاء نے حضورؐ کا نام اسی ایل (E.C.L) میں شامل کر دیا اور تمام اداروں کو حضورؐ کی گرفتاری کا نوٹس جاری کر دیا۔ حضورؐ کو بھیں بدل کر جانے کے بھی مشورے دیے گئے لیکن حضورؐ نے خلافتِ احمدیہ کی شان کو برقرار رکھتے ہوئے پیغمبیر اور شیر و انی میں ہجرت کا فیصلہ فرمایا۔ حکمت کے پیش نظر دو گاڑیاں روانہ ہوئیں، ایک اسلام آباد ایئر پورٹ، جس میں حضرت مرزا منور احمد صاحب (مرحوم) تھے اور دوسرا میں حضورؐ اور آپ کا خاندان کراچی ایئر پورٹ کی طرف گامزن ہوئے۔ تمام ملکی خفیہ حفاظتی اداروں اور خفیہ رپورٹ ایجنسیوں نے حضورؐ کی روانگی بذریعہ اسلام آباد کی تصدیق کی سوائی ایک ایجنسی کے۔ حضورؐ کی صاحبزادی بی بی فائزہ

ہجرت

(سیدہ مبارکہ جنود
ایڈیٹر سماوٰ تھہ)

زیادتیوں کے باوجود آپ کو خدا کا پیغام پہنچانے سے روکنے میں ناکام ہو گئے تو انہوں نے آپ کے قتل کے منصوبے بنانے شروع کر دیے۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے آپ نے اپنے ساتھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی اور آپ کے بعد صحابہ کرامؓ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کا آغاز کر دیا۔

اس زمانہ میں مسیح محمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے خلفاء، صحابہ کرام اور آپ کے مانے والوں نے اس سنت کو جاری رکھا۔ جس کی روشن مثال حضرت خلیفۃ المسیح الائولؑ کی ہے جنہوں نے امام الزمان کی خواہش کے احترام میں قادیانی کی طرف ہجرت کی اور پھر کبھی اپنے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لائے۔ 1947ء میں جماعت احمدیہ نے حضرت مصلح موعودؑ کی قیادت میں قادیانی سے پاکستان کی طرف اجتماعی ہجرت کی اور ربودہ دار ہجرت کا قیام عمل میں آیا۔

وقت کے ساتھ ساتھ احباب جماعت دینی اغراض، علم کے حصول اور خلافت کی برکات سے وافر حصہ پانے کی غرض سے پاکستان کے مختلف علاقوں سے ہجرت کر کے ربوہ میں آباد ہونے لگے لیکن

قرآن کریم ہمیں اس بات کا علم دیتا ہے کہ جب بھی انبیاء اور اُن کے مانے والوں پر زمین نگ کر دی گئی اور اُن کو خدا کا پیغام پہنچانے، اُس کی عبادت و تعلیم پر عمل کرنے سے روکا گیا تو انہوں نے اللہ کے حکم سے وہ علاقہ چھوڑ کر کسی امن والی جگہ ہجرت کر لی۔ اس کی کئی مثالیں قرآن مجید میں گذشتہ انبیاء کی ہجرت سے ملتی ہیں۔ بخاری میں روایت ہے کہ جس نے اللہ اور رسول کی خاطر ہجرت کی اور اُن کی خوشنودی کیلئے اپنا وطن اور خواہشات کو ترک کیا۔ اُس کی ہجرت اللہ اور رسول کیلئے ہو گی۔ لیکن جس نے دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہجرت کی تو اُس کی ہجرت کی غرض خدا کے نزدیک یہی سمجھی جائے گی اور ثواب میں سے اُسے کچھ نہیں ملے گا۔

ابتدائی اسلامی تاریخ میں پہلی، ہجرت جبشہ ہے اور دوسرا عظیم الشان ہجرت ہمارے نبی پاک ﷺ کے اسوہ حسنہ سے ملتی ہے جب گلی زندگی کے تیرہ پر آشوب سالوں میں آپ نے ہر قسم کے مظالم اور مخالفت کا سامنا کیا۔ چاہے وہ شعبِ ابی طالب کے تین سال ہوں یا طائف کی وادی میں لہو لہان ہونا یا مشرکین مکہ کی ظلم و زیادتی و بد زبانی کا ہر روز سامنا کرنا۔ لیکن کفار مکہ جب ان تمام

سلام پہنچا۔ آپ کو ترکستان کا پہلا احمدی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ان کی ہجرت کا تفصیلی ذکر تاریخ احمدیت جلد ہفتمن صفحہ 565 تا 568 میں درج ہے۔ سرگودھا میں میرے میاں محترم سید محبوب جنود صاحب اور اُن کے بھائی، 1974ء سے لے کر لمبے عرصہ تک قید و بند، جلاوجہیر اور مقدمات کا سامنا کرتے رہے۔ 1993ء میں میرے والد محترم سید بشیر شاہ صاحب مرحوم ہمیں لے کر ایبٹ آباد گرمیاں گزارنے کے کہ ”میری والدہ“ کتاب دینے پر تبلیغ اور توہین رسالت کے مقدمے میں گرفتار ہو گئے۔ جب صفات کی تاریخ پر میرے میاں اور چچا گئے تو کچھری کے احاطے میں اُن پر ختم نبوت والوں نے خبرجوں سے حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں یہ شدید زخمی ہوئے اور ان سمیت ہمارے لوگوں کی گرفتاریاں بھی ہوئیں۔ ان ناساعد حالات میں سرگودھا سے ایبٹ آباد مقدمات کی بیروی کیلئے جانا خطرے سے خالی نہ تھا۔

حضرت مرزا عبدالحق صاحب مرحوم امیر جماعت ہائے احمدیہ سرگودھا نے فرمایا کہ:

”ہزارہ کی زمین احمدیت کی تبلیغ کیلئے چیلی ہے۔ شاہد صاحب (میرے والد) سے کہیں وہاں تبلیغ نہ کریں۔“

ان وجوہات کی بنیاد پر ہم نے آسٹریلیا ہجرت کی۔ اللہ تعالیٰ ساری جماعت کی ہجرت قبول فرمائے۔ ہم ہمیشہ اپنے بزرگوں کی قربانیاں یاد رکھیں اور اسلامی نمونہ کے مطابق اپنی زندگیاں گزارتے ہوئے دعوت الی اللہ کے مقصد کو ہمیشہ مدد نظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے اور ہمارے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو۔ آمین

قادیانی کی جدائی کی جو کسک آپ کے سینہ میں تھی وہ آپ کے اس شعر سے عیاں ہے۔

یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوایہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچھ ہائے قادیانی
(از کلام محمود)

پھر 1953ء سے اب تک جماعت احمدیہ کے خلاف پاکستان میں نفرت و مخالفت کی ایسی خوفناک تحریکات نے جنم لیا جس کے نتیجے میں شہادتوں، جیلوں اور جلاوجہیر اور کامنہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوا جس کو اندر وی ویر وی طاقتوں کی سر پرستی حاصل تھی۔ حکومت وقت نے جماعت کو غیر مسلم قرار دے دیا اور ایک امر نے مزید قانونی پابندیاں عائد کر دیں۔ ان انتہائی اقدام کے نتیجے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو ایک بار پھر ہجرت پر مجبور کر دیا۔ اس طرح آپ پھر اپنے دلیں، اپنی مٹی سے جدا ہو گئے۔ احبابِ جماعت بھی ان مظالم اور قانونی پابندیوں سے دلبرداشتہ ہو کر اپنے ایمانوں کی حفاظت کیلئے ہجرت پر مجبور ہو گئے۔

ہماری آسٹریلیا کی جماعت کے بیشتر افراد کی ہجرت بھی انہی حالات کا نتیجہ ہے۔ ہمارے خاندان میں پہلی ہجرت میرے سرگودھا حاجی سید جنود اللہ صاحب مرحوم کی تھی۔ آپ نے 1938ء میں احمدیت قبول کرنے کے بعد کا شفر ترکستان سے واقعتاً برف کے تدوں پر چل کر انتہائی مشکلات اور صعوبتیں برداشت کر کے قادیانی کی طرف ہجرت کی اور آپ پر یہ حدیث پوری ہوئی کہ برف کے تدوں پر چل کر جانا پڑے تو مہدی کو میر اسلام کہنا۔ آپ نے سفر کی تکالیف برداشت کر کے دیا۔ مہدی تک پہنچ کر

ہجرت

(شازی ناز لیگویرن)

ہجرت کے معنی ہیں کہ ایک جگہ کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل ہونا۔ ہجرت دو طرح کی ہوتی ہے۔

1- ظاہری ہجرت 2- روحانی ہجرت

ظاہری ہجرت:

ظاہری ہجرت کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں۔ جیسے پولیٹیکل صورت حال، معاشرتی مسائل، معاشی اور جنگ کی صورت حال۔ ایسی بہت سی وجوہات کی بناء پر لوگ ہجرت کرتے رہتے ہیں، ایسی ہجرت میں انسان اپنی زندگی کو بہتر کرنے کیلئے کرتا رہتا ہے۔ اس میں کوئی بھی مذہب کسی بھی سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ ظاہری ہجرت بعض اوقات خدا کی راہ میں بھی ہوتی ہے۔ جب عبادات پر پابندی لگادی جاتی ہے، جب خدا اور رسول سے محبت کے آزادانہ اظہار اور اعمال بجالانے پر پابندی لگادی جاتی ہے اور خدا اور اس کے رسول کا نام لینے سے روکا جاتا ہے تو انسانوں کو ہجرت کرنا پڑتی ہے اور ایک جگہ چھوڑ کر محض خدا تعالیٰ کی خاطر دوسری جگہ منتقل ہونا پڑتا ہے۔

روحانی ہجرت :

روحانی ہجرت سے مراد اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنا ہے، یعنی بدیوں سے نیکیوں کی طرف ہجرت کرنا۔ غیر اسلامی قدرؤں سے اسلامی قدرؤں کی طرف ہجرت کرنا ہے۔ اور ایسی ہجرت کے بہت اعلیٰ درجات ہیں اور ایسی ہجرت میں صحابہ کرام کی زندگیوں میں روشن نظر آتی ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان کو دنیا میں ہی جنت کی بشارتیں دی گئیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ جب کوئی خدا کی راہ میں ہجرت کرتا ہے تو اس کا اجر خدا تعالیٰ پر لازم آ جاتا ہے۔ ایسی ہجرت میں انسان تقویٰ کی بلندیوں کو چھوتا ہے۔

ہجرت قرآن کی روشنی میں:

ترجمہ: ”اور وہ لوگ جو بعد میں ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا تو وہ تمہی میں سے ہیں اور جہاں تک رحمی رشتہ داروں کا تعلق ہے تو اللہ کی کتاب میں ان میں سے بعض، بعض دوسروں کے زیادہ قریب ہیں۔۔۔“ (سورۃ الانفال آیت 76)

ترجمہ: ”یقیناً وَ لَوْگُ جِنْ كَوْ فَرَشْتَةً اسْ حَالٍ مِّنْ وِفَاتٍ دَيْتَهُ بِهِنْ کَوْهُ اپنے نقوں پر ظلم کرنے والے ہیں وہ (ان سے) کہتے ہیں تم کس حالت میں رہے؟ وہ (جو اباً) کہتے ہیں ہم تو وطن میں بہت کمزور بنادئے گئے تھے وہ (فرشتہ) کہیں گے کہ کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں بھرت کر جاتے؟ پس یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت براٹھکانہ ہے۔ (سورۃ النساء آیت: 98)

قرآن پاک کی آیات واضح طور پر بیان فرمائی ہیں کہ بھرت کرنا خدا تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب جب انبیاء علیہم السلام پر زمین تنگ کر دی گئی، کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کا پیغام لے کر آئے تھے، تب انہوں نے بھرت کی اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔

آنحضرور ﷺ کی مدینہ کی طرف بھرت:

آنحضرور ﷺ نے چالیس سال کی عمر میں دعویٰ بوت کیا، آپ نے تیرہ سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں زندگی بسر کی۔ آپ کے دعویٰ بوت کے ابتدائی پانچ سال میں مسلمان مسلسل کفار کی ایذا رسانیاں برداشت کرتے رہے۔ وہ چھپ چھپ کر عبادات کرتے اور تبلیغ اسلام بند کروں میں کرتے۔ انہوں نے تیرہ سال مسلسل تکالیف برداشت کیں۔ جب آنحضرور ﷺ نے یہ سب دیکھا تو آپ نے انہیں جبše کی طرف بھرت کرنے کا حکم دیا چنانچہ یہ اسی صحابہؓ و قاتلوں سے بھرت کر گئے اور ان کی بھرت کا پھل یہ ملا کہ نجاشی مسلمان ہو گیا جو کہ شاہِ عہد تھا۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم کی بھرت کا نمونہ آج کے دور کی روشنی میں:

صحابہؓ نے جو جبše کی طرف بھرت کی اور شاہِ عہد کی پناہ میں آئے تو آپ کو عبادات بجالانے کی آزادی نصیب ہوئی۔ آپ نے وہاں کے معاشرے، تہذیب و تدین کا کوئی اثر قبول نہ کیا بلکہ اسلامی تعلیمات کو اپنے اعمال سے روشن کیا۔ یہی وجہ ہے کہ نجاشی اور بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

جبکہ اُسی صورتِ حال کا اگر آج کے دور سے موازنہ کیا جائے تو نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مذہب کی آزادی کے نام پر یہاں آکر بنتے والوں کا کیا حال ہے کہ یہاں کے تہذیب و تدین کا اثر قبول کرنے لگے ہیں اور کیسی ٹھوکر کھاتے ہیں۔ جبکہ صحابہ کرامؐ کی زندگیوں کے نمونے ہمارے سامنے ہیں۔ وہ کسی قسم کی جاہ و جلال، عظمت و حشمت سے اثر پذیر نہ ہوتے۔ وہ اللہ کے نام پر گھروں سے نکلے، اپنے گھر بار، وطن عزیز کو خیر باد کہا۔ وہ کیا چیز تھی جس نے ان کے ایمان کو کبھی بھی، ذرہ بھر بھی متزلزل نہ ہونے دیا؟ وہ دنیا کی چک دمک سے ذرہ بھر بھی متاثر نہ ہوئے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہی تو تھی جوان کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

اللہ کے نام پر بھرت کر کے آنے والوں کو غور کرنا چاہیے کہ جس راہ کیلئے بھرت کر کے آئے ہیں اگر اُسی راہ سے ہٹ جائیں گے اور دنیا کی شان و شوکت کے پیچھے بھاگنے لگ جائیں گے تو یہ اُس کی راہ میں خیانت ہے۔ پس بڑے ہی خوف کا مقام ہے اور پھر خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ وہ اُن کا نام و نشان مٹا کر ایسے لوگ لے آتا ہے جو ان سے بہتر ہوتے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ پاک و جو دعطا فرماتا رہے گا اور راہ سے ہٹنے والوں کی پرواہ بھی نہیں کرے گا۔ خدا کرے کہ خدا تعالیٰ جماعت کے تمام افراد کو صحابہ کرامؐ کے نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جب خدا تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو ہجرت کا حکم ہوا تو آپؐ مکہ سے اپنے ساتھی حضرت ابو بکرؓ کے ہمراہ مدینہ کو روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت آپؐ نے دعائیگی کہ :

ترجمہ: ”اور تو کہہ اے میرے رب! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا انکنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جانب سے میرے لئے طاقتو مرد گار عطا کر۔“ (سورہ نبی اسرائیل آیت: 81)

کس شان سے یہ دعا قبول ہوئی۔ پُر امن ہجرت، پُر امن و اپنی اور پھر حضرت ابو بکرؓ جیسا سلطانِ نصیر عطا ہوا۔

افرادِ جماعت کو بھی یہ دعا پڑھتے رہنا چاہیے کہ ہم جو اپنی بستیوں سے نکالے گئے ہیں یا انکنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ ہمارا داخلہ صدق سے ہو۔ ان ممالک میں رہ کر ایک بہترین اسلامی نمونہ پیش کریں اور خدا تعالیٰ اپنے مد گاروں کے ذریعہ ہمیں اپنی بستیوں میں فتح بناؤ کر داخل کرے اور ہمارا اخراج پُر امن ہو اور بہترین نمونے پیچھے چھوڑ کر جانے والا ہو۔ آمین اور اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ (آمین ثم آمین)

آپؐ اور صحابہ کرامؓ کی ہجرت کے بعد کی زندگیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہجرت کا اصل مقصد عبادت اور آزادی مذہب ہے۔ خدائے واحد و یگانہ کے آگے جھکنا مومن کا اصل مقصود ہے اور یہی ہجرت کے عظیم مقاصد میں سے ایک مقصد ہے۔

صحابہ کرامؓ کے ہجرت کے بعد کے نمونے:

آنحضرت ﷺ نے مہاجرین اور انصار کو جمع کیا۔ انصار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں آپؐ نے ایک انصاری اور ایک مہاجر کو بلا کر بھائی بنا دیا۔ اس کو مواغات کہتے ہیں۔ انصار نے گھر جا کر ایک ایک چیز کا جائزہ لیا اور کہا کہ آدمال آپ کا ہے اور آدمال ہمارا۔ انصار کے نخلستان تھے انہوں نے کہا کہ جو بھی آمدی ہو گی اس کا نصف مہاجرین کا ہو گا اور کھیتوں میں کام ہم کریں گے۔ آج کی دنیا میں جو اقتصادی لحاظ سے بہت آگے ہے ایک بھی مثال اس جیسی پیش نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ یہ حقیقی مواغات کل عالم کیلئے ایک انوکھی اور انہوںی مثال ہے۔ یہاں تک کہ ورنے میں بھی مہاجرین حصہ دار ہن گئے۔ بعد میں حکم اللہ کے تحت اس کو موقوف کر دیا گیا۔

قرآن کریم انصار کے بارے میں فرماتا ہے کہ خود اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے باوجود اس کے کہ انہیں خود تنگ دستی در پیش تھی۔ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ رئیس مکہ تھے مگر مدینہ ہجرت کے وقت بے سرو سامان تھے۔ سعد بن ربعؓ آپؐ کے دینی بھائی قرار دیے گئے۔ انہوں نے جب اپنی جائیداد کے بارے میں ذکر کیا تو حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے شکر یہ ادا کیا اور صرف یہ کہا کہ مجھے بازار کا راستہ بتا دیں۔ آپؓ کی ہجرت کو ایک سال ہی گذراتھا کہ اسلام کی کامیابی کی خبریں مکہ پہنچنے لگیں تو کفار نے اسلام پر حملہ کی ٹھانی۔ غزوہ ہی احمد کے موقع پر ایک مہاجر حضرت طلح بن عبیدہؓ نے اپنا ہاتھ حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کو تیروں سے بچانے کیلئے آپؐ کے چہرہ مبارک کے آگے رکھ دیا یہاں تک کہ آپؐ ہاتھ چھلنی ہو گیا۔ حضرت مسیح موعودؓ فرماتے ہیں کہ دیکھو اس میں کیسا عظیم سبق اس واقعہ میں پہنما ہے۔ طلحؓ جانتے تھے کہ آپؐ کے چہرہ مبارک کی حفاظت میرا ہاتھ کر رہا ہے اگر ذرہ سی بھی حرکت ہوئی تو تیر جا کر آپؐ کے چہرہ پر لگے گا۔ اسی طرح تم بھی اگر اپنے اندر احساس پیدا کرو، اگر تم سمجھنے لگو کہ ہمارے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے اور اسلام اور محمد ﷺ دو نہیں بلکہ ایک ہی ہیں تو تم بھی ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم ہو جاؤ اور تم بھی ہروہ تیر، جو اسلام کی عزّت پر پھینکا جاتا ہے، اپنے ہاتھوں پر لینے کیلئے تیار ہو جاؤ۔

صحابہ کرام کے ہجرت کے بعد کے نمونے آج کے دور کی روشنی میں:

آئیے دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کے ہجرت کے بعد کے نمونوں کو کس طرح ہم آج کے دور میں اپنا سکتے ہیں۔ ان کے معیارات قربانی، محبت، بھائی چارہ اور اخلاص کا نمونہ ہم آج بھی اپنا سکتے ہیں۔ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کی طرح اپنے پیروں پر عزتِ نفس کے ساتھ کھڑے ہونے کی کوشش کریں۔

اپنے محسینین کو ہر گز فراموش نہ کرنا اور ان کو اُن کے احسانات کا بدلہ دینا، نئے ماحول میں اپنی اعلیٰ اقدار کو قائم رکھنا اور ہر وقت اپنے ماضی کو یاد رکھنا اس زمانہ میں اس کی بہت ضرورت ہے۔ اس لیے کہ آپ جو اس ملک میں آئے ہیں یہاں کی شوکت اور دنیاوی آسانیش ہر لمحہ انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے مگر یاد رکھیں کہ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی

یہ صفائی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

مہاجرین کو جو امداد انصار کی طرف سے کسی شکل میں ملی غزوہ بدر کے بعد انہوں نے سب لوٹا دیں اور ہمیشہ انصار کے مشکور رہے۔ مہاجرین اور انصار رحماء میتھمؐ کی حقیقی تصویر بن گئے۔

ہم جو یہاں کے رہنے والے ہیں اپنے مہاجرین بھائیوں کی مختلف طریقوں سے مدد کر سکتے ہیں مثلاً درائیونگ سکھانا، کہیں لے جانا، لائسنس میں مدد کرنا، انگریزی سیکھنے والے سکولوں کی طرف راہنمائی کرنا، تلاشِ معاش میں مدد کرنا، امگر یہاں کے مختلف مسائل میں مدد و راہنمائی کرنا، ٹرانسپورٹ میں مدد کرنا اور سب سے بڑھ کر یہ مدد کرنا کہ آپ ان کو گلے لگائیں اور ہر گز یہ احساس نہ ہونے دیں کہ وہ کسی سے کترتی ہیں۔

پاکستان میں دعوت الی اللہ پر پابندیاں ہیں وہاں آپ آزادانہ تعلیغ نہیں کر سکتے تھے کوئی دن نہ جائے کہ آپ پیغام حق نہ پہنچائیں، زبانیں سیکھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الراجح فرماتے ہیں :

”اے کینیڈا اور امریکہ کے احمدیو! تم کب تک بھیڑوں کے لباسوں میں زندگی گزارو گے؟ انھوں اور ان لباسوں کو چاق کر دو۔ تم خدا کے شیر ہو اور شیروں کی طرح دندناتے ہوئے اور گر جتتے ہوئے جنگلوں میں فتحیاب ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الائما مس ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

”مہاجرین کو اس یاد ہانی کی ضرورت کہ ان کو نئے ملکوں میں دوبارہ زندگی ملی ہے۔ یہاں کوئی جنگ اور بد امنی نہیں۔ ان کو چاہیے کہ ان ملکوں کی قدر کریں۔ مہاجرین کیلئے ضروری ہے کہ وہ جہاں بھی بود و باش اختیار کریں وہاں کے تو انہیں کی پابندی کریں اور اس ملک کی بہبود کیلئے کوشش رہیں۔“

ایک اور ضروری امر یہ ہے کہ آپ جو یہاں settle ہو رہے ہیں تو اپنے بچوں کی فگرانی سے غافل نہ رہیں۔ انہیں اثر نیٹ کے زہر آلوں حصہ سے بچائیں۔ حضرت امیر المؤمنین ایڈہ اللہ فرماتے ہیں کہ :

”ہر احمدی کو سوچنا ہو گا کہ جس کام کیلئے وہ مامور کیا گیا ہے اس کی ادائیگی کی کوشش کرے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے انصار بن کر اس دنیا کو فسق و فجور سے نکالا جائے۔ لیکن اگر ہم خود ان برائیوں میں پڑ جائیں تو کیا حال ہو گا اس دنیا کا؟ جو اس بات کو نہیں سمجھے گا وہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت سے کٹا جائے گا۔“ تو چاہیے کہ ہجرت کے بعد انصار اور مہاجرین کا نمونہ اختیار کریں اور اسلام کی فتح کیلئے ہر دم کوشش رہیں۔ آپ کے صحابہؓ کہ یا تو جاہلیت کے زمانہ میں اُن کی یہ حالت تھی کہ وہ دنیا کے کیڑے تھے یا تو اس نبی ﷺ کی پیروی کے بعد وہ ایسے خدا کی طرف کھینچ گئے کہ گویا خداون کے اندر سکونت پذیر ہو گیا ہو۔

تو آئیے اس نبی ﷺ کی پیروی میں اپنے دلوں میں خدا اور اُس کے رسول کی محبت کو جوش ماریں اور اسلام کو غلبہ پہنچانے والے بن جائیں جس طرح صحابہؓ آنحضرت ﷺ کی پیروی میں فتح بن کر نکلے تھے ہم بھی امیر المؤمنین کی پیروی میں اسلام کے فتح بن کر نکلیں اور یہ سب تقویٰ کی را ہوں پر قدم بارے بغیر اور حضرت مسیح موعودؑ کی راہنمائی کے بغیر ممکن نہیں۔

قادیان دارالامان سے ہجرت:

قادیان سے ہجرت تب پیش آئی جب بڑے صغير کو دو حصوں میں بانٹ دیا گیا۔ لیکن جس طرح خدا تعالیٰ اپنے نبیوں کی خود حفاظت فرماتا ہے اسی طرح مقاماتِ مقدسہ کی بھی حفاظت کے سامان پیدا فرمادیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ کے دور میں یہ ہجرت پیش آئی اور اس کی پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ کو پہلے ہی کردی گئی تھی۔ اس ہجرت میں حضرت خلیفہ ثانیؑ نے 1313 درویشان کو قادیان کے مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کیلئے رکے رہنے کا حکم دیا اور ان درویشان نے بڑی جانشیری سے خود کو پیش کیا۔ مسلمان آنحضرت ﷺ کے ہمراہ جب اسلام کے دفاع کی خاطر پہلے غزوہ کیلئے نکلے تو ان کی تعداد 1313 تھی اسی طرح قادیان میں مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کیلئے درویشان کی تعداد بھی 313 تھی۔ یہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ اور حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کی کسی مماثلت رکھی کہ وہاں بھی تعداد بھی تھی اور یہاں بھی، اُن کو بھی فتح نصیب ہوئی اور یہاں بھی درویشان حضرت مسیح موعودؑ کو فتح نصیب ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہجرت:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو بھی حالات کے پیش نظر ہجرت کرنا پڑی۔ آپ نے پوری شان و شوکت کے ساتھ ہجرت کی اور خدا تعالیٰ کی مدد آپ کے شامل حال رہی۔ فوج، پولیس اور سربراہان کی سخت نگرانی کے باوجود خدا تعالیٰ آپ کو ان کی آنکھوں کے سامنے سے گزار کر بحفاظت لے آیا۔ جہاں آنحضرت ﷺ کی ہجرت میں مکڑی نے جال بنا یہاں بھی ایک مکڑی کا جال بنا گیا۔ وہ جال کیا تھا؟ وہ یہ تھا کہ ایسے پورٹ پر چونکہ سیکیورٹی آفیسر کو مرزا ناصر احمد کے نام کی تاکید کی گئی تھی کہ جانے نہ دیا جائے جب اُس نے مرزا طاہر احمد کا نام دیکھا تو اُس نے بڑی احتہاری سے رابطہ کرنے کی بہت کوشش کی مگر رابطہ نہ ہو پایا تو اُس نے آپ کو نہ روکا۔ تو مکڑی کا جال یہ تھا کہ فون کے رابطہ اللہ تعالیٰ نے کسی طرح منقطع کر دیے اور الٰی منشاء کے تحت آپ خیر و عافیت سے وہاں سے نکل گئے۔ اور جس طرح حضرت علیؓ کو آپ کے بستر پر لٹایا گیا دشمن کو ظاہر کرنے

کیلئے اسی طرح حضرت خلیفہ رابعؑ کی بھرث کے وقت بھی الٰہی منشاء کے مطابق دو قافلوں کو روانہ کیا گیا شمن کو ظاہر کرنے کیلئے۔ اور جس طرح آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ نے مدینہ بھرث کرتے وقت مخالف راستہ اختیار فرمایا تھا اسی طرح حضرت خلیفہ رابعؑ نے بھی مخالف راستہ اختیار فرمایا۔ ان تمام انتظامات میں الٰہی منشاء شامل ہوتی ہے اور تمام کام خدا کی تقدیر کے تابع ہوتے ہیں۔

آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کی بھرث مدینہ کے بعد اسلام نے بہت تیزی سے ترقی کی اور آپؐ کے صحابہؓ فتح بن کر مکہ میں داخل ہوئے اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاربعؑ کی بھرث کے بعد اسلام نے ترقی کی۔ آج MTA کے ذریعہ اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو الہام فرمایا تھا کہ :

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

اور آج اس الہام کا پورا ہونا ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کے صحابہؓ نے اپنے عملی نمونوں کے ذریعہ اسلام کو فتح نصیب کی اور پھر ہزاروں سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی آج جماعت احمدیہ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم صحابہؓ کا نمونہ دکھاتے ہوئے اسلام کو تقویت بخیش اور وہ دن دور نہ ہوں کہ ہم اسلام کی فتح کے نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور پوری شان و شوکت کے ساتھ ہم امیر المؤمنین ایڈہ اللہ کے زیر سایہ اسلام کے فتح بن کر نکلیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان ممالک میں موجود ذرائع اور آسائش سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کو ترقی دینے میں خلیفۃ المسیح کی مدد کریں، ان کے ارشادات پر ہر چھوٹا بڑا البیک کہہ تا بھرث کے عظیم مقاصد کو پورا کرنے والے بن جائیں۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو بھرث میں خیانت کرنے والا نہیں بلکہ اُس کا حق ادا کرنے والا بنا دے۔ ہم خلیفۃ المسیح کے ایک اشارے پر اپنی جان، مال، وقت، اولاد سب قربان کرنے کیلئے نہ صرف تیار ہیں بلکہ اپنے عملی نمونے سے ثابت بھی کر دکھانے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں دعا ہے کہ :

سہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے
دجال کے بچھائے ہوئے جال توڑ دو
حاصل ہو تم کو ایسی ذہانت خدا کرے



ہجرت

(ثمرہ مبشر سڈنی)

جائے پیدائش سے محبت دینی امور میں رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے اور ایک مسلمان کیلئے ان حالات سے بچنے کیلئے ہجرت نہ کرنے کا عذر نہیں بننا چاہیے۔

تاریخ سے ثابت ہے ہجرت سنت انبیاء ہے۔ کئی انبیاء کو ہجرت کی منزل سے گزarna پڑا۔ حضرت ابراہیمؑ کو والدین، قوم و وطن کو ایمان کی خاطر الوداع کہنا پڑا۔ اسی طرح حضرت لوٹؑ اور حضرت موسیؑ کو راہِ حق میں نقل مکانی کرنا پڑی۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خدا تعالیٰ سے ارشاد پا کر اپنے وطن کو چھوڑا۔ آپؑ کو اپنے وطن سے بے حد پیار تھا مگر خدا کے حکم کے آگے اس کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ آپؑ نے ہجرت کے وقت درد بھرے لجھے میں یہی کہا تھا کہ اے مکہ! میں تجھ سے بہت محبت کرتا ہوں لیکن تیرے فرزند مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مسلمان کو اپنادین اور ایمان بچانے اور ان کی حفاظت کی خاطر ہجرت کی اجازت فرمادی۔ انسان خاکی ضرور ہے لیکن اس کی نسبت خاک سے نہیں اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ساری زمین خدا کی ہے اور مسلمان بذاتِ خود خدا کیلئے ہے۔ جب زمین خدا کی اور وہ خدا کا ہے تو سارا جہاں اس کا ہے۔

بقول شاعر

ہجرت کے لغوی معنی ہیں ”کسی چیز کا کسی چیز سے جدا ہونا“۔ اسی لیے وطن کو ترک کرنے کو ہجرت کہتے ہیں۔ کیونکہ انسان اپنی سر زمین سے جدا ہو جاتا ہے۔ ہجرت کو مختلف زاویوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن قرآن کریم ہجرت کو ایک نیکی کے طور پر یاد کرتا ہے کہ جو خدا کی رضا کی خاطر انجام دی جاتی ہے تاکہ کوئی بھی شخص اپنے دین کو محفوظ کر سکے اور اس پر عمل کر سکے۔ قرآن کریم نے ہجرت کو مقدس کام مانا ہے۔ سورۃ النساء آیت نمبر 101 میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے :

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے تو زمین میں (دشمن کو) نامراد کرنے کے بہت سے موقع اور فراخی پائے گا۔ اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلتا ہے پھر (اس حالت میں) اسے موت آجائی ہے تو اس کا اجر اللہ پر فرض ہو گیا ہے۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار حرم کرنے والا ہے۔

اور اس طرح بہت سی آیات میں مسلمانوں کو اپنے دین کی حفاظت کی خاطر ہجرت کا حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر کسی ایسی جگہ ہو جہاں دینی امور پر عمل نہیں کر سکتے ہو تو کسی اور جگہ ہجرت کر جاؤ۔ اس بات سے یہ مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اپنے وطن کی محبت یا اپنی

14 اگست کو پاکستان کا قیام ہوا اور ساتھ ہی پورا ہندوستان خصوصاً مشرقی پنجاب ہندو مسلم فسادات کی آماجگاہ بن گیا اور رفتہ رفتہ قادیانی اور اس کے گرد و نواح میں بھی فسادات کے شعلے اٹھ کھڑے ہوئے اور مظلوم اور نبیتے مسلمانوں کا قتل عام ہونے لگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ حرمت اگنیز فراست و ذہانت سے ان حالات کے ہولناک متاثر کا جائزہ لیا اور سب سے پہلے جماعت کامر کرنی خزانہ جہاز کے ذریعہ پاکستان منتقل کر دیا۔ اور بعد ازاں حضرت ام المؤمنین اور خواتین مبارکہ کو بسوں کے ذریعہ لاہور بھجوادیا اور بالآخر جب خطرہ برداہ راست قادیانی کی آبادی پر منڈلانے لگا اور حالات زیادہ بگڑنے لگے تو حضور جماعت کے سربرا آورده اور ذمہ دار اصحاب کے مشورہ سے پاکستان تشریف لے آئے۔

حضرتوں جماعت کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں :

”اس زمانہ میں محمد رسول اللہؐ اور قرآن کی خدمت کیلئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا ہے اور خدا نے اپنے ہاتھ سے ہی ہماری جماعت کو قائم کیا ہے۔ خدا اپنے لگائے ہوئے پوڈے کو دشمن کے ہاتھ کبھی تباہ نہیں ہونے دے گا۔ خدا، محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا اس ملک میں کبھی نیچے نہیں ہونے دے گا، خدا قرآن کو اس ملک میں کبھی ذلیل نہیں ہونے دے گا۔ وہ ضرور ان کو پھر عزت بخشے گا اور ان کو فتح و کامرانی عطا کرے گا۔ ہاں اگر ہماری کوتاہیوں کی وجہ سے یہ ابتلاء لمبا ہو جائے تو اور بات ہے ورنہ خدا تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ اسلام کی فتح ہو اور پھر اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اوپر چالہ رائے۔“ (الفضل 30 ستمبر 1948ء)

آپ ایک اور جگہ فرماتے ہیں :

چین و عرب ہمارا، ہندوستان ہمارا مسلم ہیں ہم، وطن ہے سارا جہاں ہمارا اخدا تعالیٰ کے مسیح کی جماعت کو بھی ایک نازک ترین موڑ سے گذرنا پڑا۔ 31 اگست 1947ء کا دن سلسلہ احمدیہ کے پاکستانی دور کا نقطہ آغاز اور اس کی ابتدائی اٹھاؤں (58) سالہ قوی تاریخ کا اپنی نوعیت کے اعتبار سے نازک ترین موڑ ہے۔ یہی وہ دن ہے جس میں قافلی احمدیت کے موعد اور آسمانی قائد سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانیؑ نے قادیانی دارالامان سے پاکستان کی نوزائیدہ مسلم مملکت کی طرف ہجرت فرمائی۔ حضور سوا بچے دو پھر جتنہ اللہ نواب محمد علی خان صاحبؒ کی کوٹھی ”دارالسلام“ سے روانہ ہوئے اور سلاطیحے چار بچے شام بخیریت شیخ بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ امیر جماعت لاہور کی کوٹھی میں پہنچے اور اس طرح تحریک احمدیت کا دور جدید شروع ہوا۔ جیسا کہ حضور نے خود ارشاد فرمایا :

”آج ہر احمدی سمجھ لے کہ اب احمدیت پر ایک نیا دور آیا ہے۔“

قادیانی سے لاہور یعنی انڈیا سے پاکستان کی اس ہجرت کو دو خصوصیات حاصل ہیں۔ اول اس ہجرت سے تقریباً تریپن (53) بر س پہلے 18 ستمبر 1894ء کو حضرت مسیح موعودؑ پر ”داع ہجرت“ کا الہام نازل ہوا جس میں ہجرت کی واضح خبر دی گئی تھی۔ دوم اس خبر میں ہجرت کیلئے ”داع“ کا پڑھکت لفظ اختیار کیا گیا تھا جو اردو زبان میں زخم، گھاٹ، جراحت اور رنج و صدمہ کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جس میں یہ پیغاؤئی کی گئی تھی کہ جماعت کو اپنے دامنی مرکز قادیانی سے جن حالات میں ہجرت کرنا پڑے گی وہ نہایت ہی خوفناک اور تکلیف دہ ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔

ہماری محنت اور قربانیوں کا نتیجہ تھی تو پھر یہ یقین بات ہے کہ موجودہ مصیبۃ ہمارے قدم متزلزل نہیں کر سکتی بلکہ اس کے ذریعہ سے ہماری جڑیں اور بھی پاتال میں چلی جائیں گی اور ہماری شاخیں آسمان سے باتمیں کرنے لگیں گی۔” (الفصل 31 اکتوبر 1947ء)

بے شک آج ہم پیارے آقا کے ہر لفظ کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ وہ چھوٹی سی بستی سے حق کی آواز پوری دنیا میں پھیل گئی۔ احمدیت کا جہنمڈاپوری دنیا میں لہرانے لگا۔ خدا کی جماعت کی جڑیں ایسی پوری دنیا میں پھیلیں جس کی نظیر نہیں ملتی۔

”اس وقت سارے مسلمانوں پر ایک مصیبۃ کا دور آیا ہوا ہے اور ہم بھی اس دور میں سے گذر رہے ہیں۔ مگر یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے درخت اپنی جگہ سے اکھیرے جاتے ہیں اور پھر دوسری جگہ اس لیے لگائے جاتے ہیں کہ ان کا پھل پہلے سے زیادہ لندیز اور میٹھا ہو۔ اس وقت دنیا نے دیکھا ہے کہ ہماری پہلی ترقی آیا اتفاقی تھی یا محنت اور قربانی کا نتیجہ تھی۔ اگر وہ اتفاقی ترقی تھی اور ہماری محنت اور قربانی کا اس میں کوئی دخل نہیں تھا تو یہ یقینی بات ہے کہ ہم دوبارہ اپنی جڑیں زمین میں قائم نہیں کر سکیں گے اور اگر پہلی ترقی اتفاقی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور



خلیفۃ المسیح الاول رض کی هجرت

(امۃ النصیر لبی نی میلیبورن ایسٹ)

ظاہر ہو امدت کے بعد پھر کامل نور اسلام کا
پیغام کر لیا انہوں نے حاصل نبی کے غلام کا

آؤ تمہیں سناؤں اک داستان سی
تاریخ احمدیت میں جلی حروف سے ہے لکھی

چاہا کہ ہاتھ دے دیں اسی وقت ان کے ہاتھ میں
اڈل وہ ہو جائیں مسیح موعود کے بیعت کنندگان میں

حکیم امت تھے نور الدین اور تھے حافظ قرآن
سچے عاشق تھے وہ رسول کے اور متلاشی علم و عرفان

پر ابھی بیعت لینے کا شبح وقت نہ آیا تھا
غلام احمد نے اللہ کی طرف سے حکم نہ پایا تھا

تھے بہت مشہور وہ ہندوستان اور دیگر ممالک میں
جا پہنچے وہ قادیان اسٹاد کامل کی تلاش میں

رک نہ پائے ملنے وہ آئے دوبارہ مسیح الزمان کو
ٹھہر جاؤ یہیں پر کہا مسیح نے حکیم نور الدین کو

پڑھ کر کتاب غلام احمد مسیح الزمان کی
لکھی گئی تھی جو دفاع میں مذہب اسلام کی

بیوی کو بھی اب اپنی تمہیں بلوالو
یہیں پر اب اپنا مکتب بھی منگوالو

غلام احمد پر پڑی جو نبی نظر نور الدین کی
اک لمحے میں جان لیا فراست نے نور الدین کی

بس پھر ساری وجہتوں اور عز توں کوتاگ ڈالا
زندگی کی باگ ڈور کو مسیح کی غلامی میں بیج ڈالا

ڈھونڈا تھا جس گوہر کو انہوں نے سارے جہان میں
وہ گوہر چھپا ہوا تھا قادیان دارالامان میں

قادیان کو بنالیا پھر انہوں نے اپنگھر
پھر مڑ کے ندیکھا کبھی کہ بھیرا ہے کدھر

فرائض خلیفہ کیا ہیں انہوں نے جماعت کو سمجھا دیا
کرے گی کیا نجمن جماعت کو کھول کر بتا دیا

تاریخ احمدیت میں وہ پہلے مہاجر کھلائے
صبر و شکر اور اطاعت کے پیکر کھلائے

آپ کے دور میں پہلے مشن کا انگلستان میں قیام ہوا
الفضل اخبار کا قادیان میں اجراء ہوا

مسیح الزمان آپ سے ایسے خوش ہو گئے
کاش ہر اک نور الدین ہو جائے بس یہ کہہ گئے

مسیح موعود احیائے اسلام کا کام جب پورا کر گئے
زندگی سے جدا ہوئے اپنے مولا سے جاتے

تب نور الدین کے ہاتھ پر جماعت کی بیعت ہو گئی
اور مسیح موعود کی وصیت پوری ہو گئی

پھر نور الدین خلیفۃ المسیح اول کھلائے
آپ ہی تدریت ثانیہ کے پہلے مظہر کھلائے

تحتی اسلام کی باغ ڈورا ب انہیں کے ہاتھ میں
شجر احمدیت کی جان تحیی اب انہیں کے ہاتھ میں

آپ کی بروقت نصائح اور بدایات سے
محفوظ ہو گئی یہ جماعت تفرقہ کے انتشار سے

پیرانہ سالی میں خوب سینچا جماعت کے نئھے پودے کو
کردیا مضبوط دلوں میں خلافت کی محبت کو

عرصہ خلافت تو تھا آپ کا فقط چھ سال
پر اس مختصر سے عرصے کا تھا اپنا اک جمال

راہِ مولیٰ کے دیوانوں کی ہوتی ہے عجیب شان
اپنے اخلاص سے کر دیتے ہیں فرزانوں کو حیران

نہیں بتتیں ان کی کمزور ہڈیاں رستے کی رکاوٹ
ایسی ہی ہوتی ہے اللہ کے بندوں کی بناؤٹ

اللہ کی رسی کو وہ تھامے بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں
تصویر منزل کو وہ آنکھوں میں سجائتے ہی چلے جاتے ہیں

اللہ کرے رکھیں ہم ہمیشہ اپنے پیش نظر
جس مقصد کے لیے کیا تھا آپ نے ہجرت کا یہ سر

آپ کی بھرپور زندگی کے واقعات اور ہجرت کی داستان
سنگ میل بنے گی ہماری اور کرے گی کامران

ایک خواب

حضرت سیدنا فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانیؑ کی ہجرت پاکستان سے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک خواب پوری ہوئی جس میں حضورؐ پر اکشاف کیا گیا تھا کہ آپؐ خود یا آپؐ کا کوئی خلیفہ ہجرت کرے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ”ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص میر انام لکھ رہا ہے تو آدھا نام اس نے عربی میں لکھا ہے اور آدھا انگریزی میں لکھا ہے۔ ان بیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے لیکن بعض روایاء نبی کے اپنے زمانے میں پورے ہوتے ہیں اور بعض اولاد یا کسی مقیم کے ذریعے سے پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کو قصر و کسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں تو وہ ممالک حضرت عمرؓ کے زمانے میں فتح ہوئے“ (تمذکرہ، ص 1477، 10 ستمبر 1950 ص 3)

دجال کی حقیقت

(ثوبیہ احمد بروک)

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دام علیہ السلام دام علیہ السلام میبارہ نور ہیں اور لمبمانہ فہم و فراست میں آپ ﷺ نے دنیا تک آئے والی نسلوں کیلئے حکم الہی نظریات و حوالہ جات، حقائق روایات اور سُنن و امثال کی ایک بے نظیر دولت محفوظ کر دی۔ کمال باریک بنی، ضرب المثل، احتیاط اور بے نظیر تحقیق و تفییش سے محفوظ شدہ آنحضرت ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں جو رہتی دنیا تک ہر دو مریں بننے والے پر تجسس اور پر اعتماد ہنوں کو عالمی سطح پر منطقی دائرے میں نور علم وہدایت دکھاتی رہیں گی۔

آنحضرت ﷺ کے مکاشفات مبارکہ میں مستقبل سے متعلق گفتگو زیادہ تر مقامات پر تمثیل ہے۔ تعبیر اور تمثیل، استعارہ اور مجاز پیشگوئیوں کا خاصہ ہے۔ پیشگوئی کا تعلق غیب سے ہوتا ہے اور اصل ثواب ایمان بالغیب میں ہے اور جب وہ ظاہر ہوتی ہیں تو صدق الائین فوراً کہہ اُٹھتے ہیں :

هذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدِيقُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادُهُمْ إِلَّا أَيْمَانًا وَتَسْلِيمًا (سورۃ الاحزاب: 23)

ہمارے اکثر علمائے کرام ان تشبیہات اور تمثیلات کو خود سمجھتے اور انہیں آج کے دور کے پیرائے میں دوسروں کو سمجھانے سے قاصر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مسلمان جس طرح مہدی و مسیح کے بارہ میں بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہیں اسی طرح دجال کی حقیقت کو سمجھنے میں بھی غلطی پر ہیں۔ وہ جب ان احادیث مبارکہ کی تشریح کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے دجال کوہ قاف کے طسماتی دور کی کسی داستان کا کوئی کردار ہے اور سمجھتے ہیں کہ دجال کوئی ما فوق الفطرت عجیب و غریب انسانی وجود ہے جو بڑی تباہ کن، خفیہ اور باطنی طاقتلوں کا حامل ہو گا اور جو ایسے گدھے پر سوار ہو گا جس کی طاقتیں بھی اُس کی طرح غیر معمولی ہوں گی۔ یہی حال یا جو جامعہ نام طاقتوں کا ہو گا۔ یہ سب طاقتیں مسلمانوں کو تباہ کرنے پر ٹھیں جائیں گی۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ مسیح اور امام مہدی کو سمجھے گا جو پھونکوں سے اُن طاقتوں کو تباہ کر دیں گے۔ مسیح صلیبیوں کو توڑنے کیلئے شہر پھریں گے اور خزیروں کو قتل کرنے کیلئے جنگلوں میں نکل پڑیں گے اور یہ دونوں بزرگ بیٹھے بٹھائے مسلمانوں کو دنیا بھر کی حکومتوں اور دولتوں کا مالک بنا دیں گے۔ یہ تصور بجوبہ پسندی سے کچھ زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ تو اصل حقیقت کیا ہے؟

دجال کے لغوی معنی:

لغت کی تقریباً تمام کتب میں دجال کے یہ معنی بیان ہوئے ہیں۔ دجال عربی لفظ ”دجل“ سے اخذ شدہ ہے جس کے لغوی معنی جھوٹ و فریب کے ہیں۔ دجال سچائی چھپانے اور جھوٹ و فریب پھیلانے والے کو کہتے ہیں (لسان العرب زیر لفظ دجال)
یعنی دجال ایسے بڑے تاجر و کاروبار کا نام ہے جو مال تجارت کو ادھر ادھر لے جانے کیلئے نقل و حمل کے عظیم وسائل رکھتے ہیں۔ (تاج العروس زیر لفظ دجال)

عمدة القارى شرح صحیح بخاری میں دجال کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے اس بات کو نمایاں کیا گیا ہے کہ مکروہ فریب، جھوٹ اور کھوٹ ان تجارتی طاقتوں کی سرشت میں داخل ہو گا۔ (عمدة القارى شرح صحیح بخاری جلد 1)

گویا دجال کے لغوی معنی یہ بنے کہ ایک کثیر تعداد جماعت جو تجارت پیشہ ہو اور اپنا تجارتی سامان دنیا میں لیے پھرے جو نہایت مالدار اور خزانوں والی ہو اور مذہباؤہ ایک نہایت جھوٹے عقیدہ پر قائم ہوں۔



دجال کی حقیقت قرآن کی روشنی میں:

قرآن کریم میں لفظ دجال کہیں بھی استعمال نہیں ہو۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے دجال کے فتنے سے بچنے کیلئے سورہ کہف کی ابتدائی اور آخری دس آیات پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

یعنی اللہ نے یہ کتاب اس لیے اُتاری ہے کہ اس کے ذریعہ ان کو ڈرایا جائے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا بنا لیا ہے۔ (الکہف: 5)
اگر سورہ کہف کے ان دونوں (پہلے اور آخری) رکوعوں کے مضمون پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں عیسائیوں کا ذکر ملتا ہے۔ پہلے رکوع میں عیسائیت کے عقائد اور ان کے نظریات کا ذکر ملتا ہے اور آخری رکوع میں عیسائیت کی مادی، دنیاوی اور صنعتی ترقی کا پتہ چلتا ہے جن کا یورپین طاقتوں سے گہرا تعلق ہے۔

دجال کی حقیقت حدیث کی روشنی میں:

دجال کی حقیقت کو واضح کرنے کیلئے صحیح مسلم کی طویل حدیث بڑی توجہ طلب ہے۔ اس روایت کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔

ایک مشہور صحابی تمیم الدارمیؓ نے آنحضرت ﷺ کو اپنا ایک واقعہ سنایا۔ غالباً یہ واقعہ ایک خواب یا کشف کی صورت میں تھا جس کی آنحضرت ﷺ نے تصدیق فرمائی اور دوسرا صحابہ کے سامنے بھی اسے بیان فرمایا۔

حضرت تمیم الدارمیؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ مغربی سمندر کے سفر پر گئے۔ سمندر کی مو جیں انہیں ایک جزیرے کی طرف لے گئیں۔ وہ چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں جا اترے۔ اس جزیرے میں انہوں نے ایک عجیب و غریب خوفناک شکل والی عورت کو دیکھا جو اپنا تام جس سے بتاتی تھی۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن ذکر الحساسہ)

اس عورت کی تمیم الدارمیؓ اور ان کے ساتھیوں سے بعض باتیں ہوئیں۔ اس عورت نے مزید کچھ بتانے سے معدود ری کا اظہار کیا اور کہا کہ جزیرے کے درمیان میں ایک گرجا ہے وہاں تمہیں ایک آدمی ملے گا جو تمہیں مزید باتیں بتائے گا۔ چنانچہ وہ گرجا میں گئے جہاں انہیں ایک اور خوفناک شخص ملا جو زنجیروں میں بکڑا ہوا تھا۔ اس عجیب و غریب شخصیت نے انہیں جو باتیں بتائیں ان میں یہ بات بھی تھی کہ وہ دجال ہے اور

اُس کو عنتریب اس جزیرے سے نکلنے کی اجازت ملنے والی ہے اور وہ یہاں سے نکلنے کے بعد مکہ اور مدینہ کے علاوہ باقی ساری دنیا ہر مسلط ہو جائے گا۔ صحیح مسلم کی اس روایت سے ظاہر ہے کہ دجال کا تعلق سمندری جزائر کے گرجوں سے ہے جہاں وہ قید ہے۔ اس روایت سے یہ بھی واضح ہے کہ دجالی فتنہ کا آغاز پورپ کے بعض جزائر سے ہو گا جو عیسائیت کا گڑھ ہوں گے۔

علاماتِ دجال حدیث کی روشنی میں:

آنحضرت ﷺ نے متعدد احادیث ارشاد فرمائی ہیں جن میں دجال کی علامات کا ذکر ملتا ہے۔

1- بخاری کتاب الانبیاء کتاب واذکر فی الکتاب مریم میں ہے کہ: دجال دائیں آنکھ سے کانا ہو گا۔

ایک اور جگہ بیان ہوتا ہے: اس (دجال) کی بائیں آنکھ بہت چکتی ہو گی کہ وہ ایک موتی ہے۔ (کنز العمال جلد 12 باب فی خروج الدجال) تشریح: اس سے مراد ہے کہ اُس کی بائیں آنکھ یعنی دنیا کی آنکھ بہت تیز ہو گی اور دنیاوی معاملات میں بڑی گہری نظر رکھے گا اور دنیاوی طور پر ترقی کرے گا لیکن دین کی آنکھ سے محروم ہو گا یعنی مذہبی اور روحانی لحاظ سے پستی کا شکار ہو گا۔

2- اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”ک، ف، ر“ لکھا ہو گا جسے پڑھا لکھا اور آن پڑھ دونوں پڑھ سکیں گے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

تشریح: اس سے مراد ہے کہ اس کا ظاہر و باہر کفر ہو گا۔ اور اس سے مراد دجال کے کفریہ عقائد ہیں۔

3- اس کے ساتھ جنت بھی ہو گی اور آگ بھی ہو گی اور جسے وہ جنت کہے گا حقیقت آگ ہو گی۔ (صحیح بخاری: کتاب الانبیاء)

تشریح: اس حدیث کے ظاہری معنی کرنا بھی توحید کے خلاف ہوں گے اور عقل اسے ماننے سے انکار کرتی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دجال انعام و اکرام اور سزادینے پر قادر ہو گا۔ جو اُس کی اطاعت کرے گا اس پر انعام کرے گا۔ گویا اسے اپنی جنت میں داخل کرے گا۔ لیکن حقیقتاً اخروی لحاظ سے یہ جہنم ہو گی۔ اور جو اُس کی نافرمانی کرے گا وہ اس کی دنیا کو جہنم بنادے گا مگر ایسے لوگ اخروی جنت کے وارث ہوں گے۔

4- دجال کے دونوں کانوں میں سے ہر ایک کی لمبائی تیس ہاتھ ہو گی۔ (کنز العمال۔ کتاب القيمة من قسم الاعمال باب الدجال)

تشریح: اس سے مراد ہے دجال ایسی ایجادات کرے گا جن سے پیغام رسانی کا کام آسان ہو جائے گا۔ جیسے ٹیلیفون، فلیس، ایٹرنیٹ وغیرہ ان ایجادات کے موجود بھی مغربی اقوام ہی ہیں۔

علاماتِ خردِ دجال احادیث کی روشنی میں:

آنحضرت ﷺ کی احادیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے کہ دجال ایک گدھے پر سوار ہو گا۔ عام مسلمانوں کے خیال میں دجال کا گدھا بھی دجال کی طرح حیوانی جامد میں ماقول الفطرت خوفناک طاقتون کا حامل ہے۔ حالانکہ اُس گدھے کی جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ اس خیال کی تردید کرتی ہیں اور نہ کسی حیوان میں پائی جاسکتی ہیں۔ ان روایات پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کوئی ماقول الفطرت حیوانی گدھا نہیں بلکہ مغربی اقوام کی مشین اور صنعتی ترقیات کے آغاز کی تعبیر ہے جو زمانہ دجال میں ہونی تھیں اور ان ترقیات سے دجال کے زمانہ کی خبر ملتی ہے۔

1- اس گدھے کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ

اُس کی خوراک آگ اور پانی پر مشتمل ہو گی اور وہ بھاپ کی طاقت سے چلے گا۔ (مرقاۃ شرح مشکلۃ۔ کتاب الفتن جلد 2 صفحہ 221)

2- اُس گدھے کی دوسری علامت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ ہوئیں کے بادل چھوڑے گا۔ (کنز العمال جلد 7 صفحہ 266)

3- اُس گدھے کی تیسرا علامت یہ بیان ہوئی ہے کہ اُس کے ایک قدم اور دوسرے قدم کے درمیان کافاصلہ ایک دن رات، کبھی تین دن رات کا ہو گا۔ بلکہ بعض دفعہ وہ اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے سورج کو پیچھے چھوڑ جائے گا۔ (کنز العمال جلد 7 صفحہ 201-200)

4- اس دجالی گدھے کی چوتھی علامت یہ ہے کہ اس میں کھڑکیاں اور دروازے ہوں گے اور ان کے اندر روشن دیئے جل رہے ہوں گے۔ (بخار الانوار جلد 52 صفحہ 193)

5- اُس گدھے کی یہ بھی علامت ہے کہ وہ خشکی اور تری دونوں پر بڑی تیز رفتاری سے چلے گا۔ (تغیر القلوب صفحہ 68)

6- اس عجیب و غریب گدھے کی یہ بھی علامت ہے کہ اس کے پیٹ میں سواریاں بیٹھی ہوں گی۔ (تغیر القلوب صفحہ 68)

دجالی گدھے کی جو صفات مختصر آبیان کی گئی ہیں اُن پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان احادیث میں دجالی قوموں یعنی عیسایوں کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر ملتا ہے کہ یہ اقوام ایسی تیز رفتار سواریاں ایجاد کریں گی جن میں روشنیاں نصب ہوں گی جن میں بیٹھنے کیلئے نشستیں ہوں گی جو خوراک اور پانی کا ذخیرہ اپنے پیٹ میں لے کر چلیں گی۔ یہ سواریاں زمین پر بھی چلیں گی یعنی کاریں، بسیں، ریل گاڑیاں اور فضا میں بھی اڑیں گی یعنی ہوائی جہاز اور سمندر میں بھی چلیں گی یعنی بحری جہاز کشتیاں وغیرہ۔ ان احادیث سے ظاہر ہے کہ یہ موجودہ زمانہ کی ایجادات ہیں اور ان کو ایجاد کرنے والی یورپین عیسائی اقوام ہیں اور دجال انہیں کے پادری ہیں۔

زمانہ دجال میں دینی اور اخلاقی حالت :

آنحضرت ﷺ نے دجال کے غلبہ کے زمانہ میں لوگوں کی دینی اور اخلاقی حالت کا بھی تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ بطور خلاصہ دجال کے غلبہ کے زمانہ میں اخلاقی اور دینی حالت کی کچھ نشانیاں، جو حدیث میں مذکور ہیں، بیان کی جاتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”مسلمان بنی اسرائیل کے ایسے مشابہ ہو جائیں گے جیسے جوتی کے دوپاؤں باہم ایک جیسے ہوتے ہیں۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ تمام فتنے انہیں میں سے اٹھیں گے۔“ (متلوہ)

جب لوگ ان کے پاس راہنمائی کیلئے جائیں گے وہ انہیں بندروں اور سوروں کی طرح پائیں گے۔ (کنز العمال)

کوئی لوگ ایسے نہ رہیں گے جو سودہ کھائیں گے اور جو سودہ بھی کھائیں اُن تک اُس کا دھواں پہنچے گا۔ (سنن ابی داود)

چھوٹے بڑوں کا احترام نہ کریں گے۔ بڑے کمزور ہوں گے اور بچے با اختیار۔ (حلبیہ۔ ابو نعیم)

اللہ شریعت کو اٹھائے گا اور لوگ مذہب سے لا تعلق ہو جائیں گے۔ (صحیح بخاری)

اس زمانہ میں بے حیائی عام ہو گی، زنا کی کثرت ہو گی، لوگ زنا کو بُرانہ سمجھیں گے بلکہ کھلم کھلا اس کا ارتکاب کریں گے۔ (طبرانی)

حیانہ عورتوں میں رہے گی اور نہ ہی مردوں میں۔ عورتوں نے کپڑے تو پہنے ہوں گے مگر وہ نگی ہوں گی۔ بالوں کو زیبائش کے طور پر کھلار کھیں

گی۔ اُن کے سر کے بال ایسے گوندھے ہوں گے جس طرح اونٹ کی کوہاں ہوتی ہے۔ جب زنا کو قانونی طور پر جائز قرار دیا جائے گا، بکثرت کھلے عام شراب نوشی ہو گی تب اللہ سخت غضبناک ہو گا اور زمین پر بکثرت زلزلے آئیں گے اور آفات آئیں گی۔ (متدرک الحاکم)

دجالی زمانہ کی اخلاقی برائیوں کے جس فتنے کا ذکر آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ ساری پیش خبریاں اتنی صفائی سے پوری ہو چکی ہیں کہ ظاہر و باہر ہیں۔ اکثر اخبارات میں حکومتوں اور سماجی اداروں کی طرف سے اعدادو شمار شائع ہوتے رہتے ہیں مثلاً اگر صرف آسٹریلیا کے اعدادو شمار کا جائزہ لیں تو اس وقت آسٹریلیا میں گیارہ ہزار، دو۔ دو مردوں اور ۱۰ ہزار، دو۔ دو عورتوں کے جوڑے ہیں۔ حکومت نے ان جوڑوں کو بطور میاں بیوی قانونی طور پر تسليم کر لیا ہے اور اُن کو تمام قانونی حقوق حاصل ہیں جو ایک میاں بیوی کے ہوتے ہیں۔ شراب نوشی کی کثرت کا یہ حال ہے کہ بچے بھی اس سے محفوظ نہیں۔ آسٹریلیا کے سکولوں کے 14 سے 19 سال کے 70 فیصد لڑکے اور 60 فیصد لڑکیاں الکوحل پیتے ہیں۔ نویں اور دسویں جماعت کے 42 فیصد بچے اور بچیاں دوسرا خطرناک قسم کی Drugs استعمال کرتے ہیں۔ جوئے کی لعنت عام ہے اور ہزاروں گھرانے صرف جوئے کی وجہ سے ٹوٹ جاتے ہیں، طلاقوں ہو جاتی ہیں، مکان بکتے ہیں اور بچے بر باد ہو جاتے ہیں۔ بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی اور جرام میں ہر سال ہزاروں واقعات ہوتے ہیں۔ یہ ساری نشانیاں جس زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں وہ دجال کے غلبہ کا زمانہ ہے۔

دجال اور مسیح موعود کا ظہور:

ابھی تک ہم نے دجال کی علامات اور اس زمانہ کی نشانیوں کے بارے میں جانا ہے۔ احادیث میں دجال کے زمانہ کی نشانیوں میں ایک بہت بڑی نشانی یہ بھی ہے کہ مسیح موعود کا بھی اس زمانے میں ظہور ہو گا۔ چنانچہ حدیث مبارکہ ہے:

جب دجال اور یاجوچ ما جوچ دنیا پر چھا جائیں گے تو وہی وقت مسیح و مهدی خلیفۃ اللہ کے ظہور کا ہے۔ جب وہ آئے گا تو تم اُس کی بیعت کرنا خواہ تمہیں اُس تک پہنچنے کیلئے برف پوش پہاڑوں کے اوپر سے گھنٹوں کے بل چل کر جانا پڑے۔ (ابن ماجہ)

آنحضرت ﷺ کے ارشادات کے مطابق دجال کے زمانہ کی اور دجال کی تمام پیشگوئیاں حرفاً حرفاً پوری ہو چکی ہیں اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔ ہمارا زمانہ خطرناک مذہبی، سیاسی، اخلاقی اور روحانی فتنوں سے پُر ہے۔ شیطان نے اتنا بڑا حملہ انسانوں پر پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ یہ خرابیاں اتنی گھبیری اور وسیع پیمانہ پر پھیلی ہوئی ہیں کہ ان کا زالہ صرف خاتم النبیین ﷺ کی قوت قدسیہ ہی کر سکتی تھی۔ چنانچہ عین وقت پر اللہ تعالیٰ نے ایک فنا فی الرسول کے مقام کے حامل فرد کو، جو آپ کے عشق میں محور تھا، وہ آپ کا ظل کامل اور روحانی فرزند خلیفہ تھا۔ اُس کو مسیح موعود بن کر مبعوث فرمایا اور اُسی روحانی فرزند کے ہاتھوں ہی دجال خاتمه کرے گا۔ حدیث مبارکہ ہے:

دجال مسیح کو دیکھ کر نمک کی طرح گھلتا جائے گا اور اللہ تعالیٰ مسیح کے ذریعہ دجال کو ہلاک کرے گا۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

یاد رہے کہ جس مسیح یعنی روحانی برکات والے کی مسلمانوں کو آخری زمان میں بشارت دی گئی ہے اُس کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ وہ دجال کو قتل کرے گا۔ لیکن یہ قتل تلوار یا بندوق سے نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دجالی بدعاں اُس کے زمانہ میں نابود ہو جائیں گی۔ حدیثوں سے ثابت ہے

کہ دراصل دجال شیطان کا نام ہے۔ پھر جس گروہ سے شیطان اپنا کام لے گا اُس گروہ کا نام بھی استعارہ کے طور پر دجال رکھا گیا ہے۔۔۔ سو جو گروہ شیطان کے وساوس کے نیچے چلتا ہے وہ دجال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ (ایام اصلاح صفحہ 63-62)

حقیقتِ دجال از اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :

драصل یہی لوگ دجال ہیں جن کو پادری یا یورپین فلاسفہ کہا جاتا ہے۔ یہ پادری یا یورپین فلاسفہ دجال معہود کے دو۔۔۔ ہیں جن سے وہ ایک اژدها کی طرح لوگوں کے ایمانوں کو کھا جاتا ہے۔۔۔ میں دیکھتا ہوں کہ عوام کو پاریوں کے دجل کا زیادہ خطرہ ہے اور خواص کو فلاسفوں کے دجل کا زیادہ خطرہ ہے۔ (کتاب البریہ صفحہ 252)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دجال کے زمانہ کی ترقیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

آخری زمانہ میں غلبہ نصاریٰ کا ہو گا اور ان کے ہاتھ سے طرح طرح کے فساد پھیلیں گے اور ہر طرف سے امواج فتن اٹھیں گے اور وہ ہر ایک بلندی سے دوڑیں گے یعنی ہر ایک طور سے وہ اپنی قوت اور اپنا عرون اور اپنی بلندی دکھائیں گے۔ ظاہری قوت اور سلطنت میں بھی ان کو بلندی حاصل ہو گی اور حکومتیں اور ریاستیں ان کے مقابل پر کمزور ہو جائیں گی اور علوم و فنون میں بھی ان کو بلندی حاصل ہو گی کہ طرح طرح کے علوم و فنون ایجاد کریں گے اور نادر اور عجیب صنعتیں نکالیں گے۔۔۔ اور یہی بھاری علامت ہے اُس آخری قوم کی جس کا نام یا جو جو وما جو ج ہے اور بھی علامت پاریوں کے اُس گروہ پر فتن کی ہے جس کا نام دجال معہود ہے۔ (شہادۃ القرآن صفحہ 65)

خاتمه دجال:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دجال کے خاتمه کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں :

آخری زمانہ میں وہ چور جس کو دجال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، ناخنوں تک زور لگائے گا کہ اسلام کی عمارت منہدم کر دے اور مسیح موعود بھی اسلام کی ہمدردی میں اپنے نعرے آسمان تک پہنچائے گا اور تمام فرشتے بھی اُس کے ساتھ ہو جائیں گے تا اس آخری جنگ میں اُس کی فتح ہو۔ وہ نہ تھکے گا اور نہ درمانہ ہو گا اور ناخنوں تک زور لگائے گا تا اس چور کو پکڑے اور جب اس کی تضرعات انتہا تک پہنچ جائیں گی تب خدا اُس کے دل کو دیکھے گا کہ کہاں تک وہ اسلام کیلئے بگھل گیا تب وہ کام جوز میں نہیں کر سکی آسمان کرے گا اور وہ فتح جو انسانی ہاتھوں سے نہیں ہو سکی وہ فرشتوں کے ہاتھوں میسر آجائے گی۔ (حقیقتِ الوحی روحانی خراائن)

فتنه دجال سے محفوظ رہنے کے روحانی ذرائع:

آنحضرت ﷺ نے جہاں دجال اور آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے فتنوں کے بارہ میں مطلع کیا اور یہ خوشخبری دی کہ ان فتنوں اور دجال کا قتل مسیح کے ہاتھوں ہو گا اس کے ساتھ ساتھ حدیثوں میں اس بات کا بھی ذکر ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو فتنہ دجال سے محفوظ رہنے کے مختلف روحانی ذرائع بھی بیان فرمائے۔

پہلا ذریعہ: سورہ فاتحہ کا ورد

حدیث مبارکہ ہے:

تم میں سے جو دجال کو پائے اُس پر سورہ فاتحہ کی تلاوت کرے۔ (الطبرانی)

دوسرہ ذریعہ: سورہ الکھف کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت

رسول اللہ ﷺ نے امت کو سورہ الکھف کی ابتدائی دس آیات پڑھنے کی تلقین فرمائی:

جس نے سورۃ الکھف کی ابتدائی دس آیات حفظ کیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم، ترمذی، مسند احمد)

تیسرا ذریعہ: سورہ الکھف کی آخری دس آیات کی تلاوت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے سورۃ الکھف کی آخری دس آیات پڑھیں وہ فتنہ دجال سے بچایا جائے گا۔ (صحیح مسلم، مسند احمد)

چوتھا ذریعہ: فتنہ دجال سے پناہ مانگی جائے

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے یہ دعا سکھائی:

اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور

زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (صحیح مسلم)

پانچواں ذریعہ: تسبیح و تہلیل اور ذکر الٰہی

حضرت اسماء بنت زید بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے دجال کا ذکر کیا تو حضرت اسماء نے عرض کیا: دجال کے خروج

کے وقت مومن کیا کریں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان کیلئے وہی چیز کافی ہوگی جو آسمان والوں یعنی فرشتوں کو کافی ہے یعنی حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس۔ (مشکلۃ المصالح۔ کتاب الفتن)

ان تمام قرآنی آیات، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات کی روشنی میں یہ بات صاف اور واضح ہو چکی ہے کہ دجال کسی شخص کا نام

نہیں ہے بلکہ اس سے مراد عیسائی تو میں ہیں اور دجال کے گدھ سے مراد ان اقوام کی ترقیات، وجود نیا وی اور مادی ترقیات، ہیں۔ اور ایک احمدی

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم خدا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ اُس نے ہمیں امام وقت کو پہچاننے کی توفیق دی۔ پس ہمیں چاہیے کہ

آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق ان دجالی فتنوں سے بچنے کیلئے اس موعود پر ایمان لائیں جسے خدا نے مسیح موعود بنانکر مبعوث فرمایا اور

حضرت مسیح موعودؑ کے روحانی گھر، جو حصن حصین ہے، میں داخل ہو جائیں۔ (آمین)

ہجرت

(علیہ عمر سدنی)

ہجرت کے معنی ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہونے کے ہیں۔ لیکن اسلام میں ہجرت یہ ہے کہ کسی ایک جگہ سے مسلمانوں کا کسی دوسری جگہ منتقل ہو جانا جہاں وہ مظلوم اور مظلوم ہوں اور بر اقتدار لوگ انہیں اسلام پر عمل کرنے پر تکلیف دیتے ہوں اور اسلامی تعلیمات کے مطابق انہیں زندگی گزارنے سے روکتے ہوں۔ ایسے حالات میں اسلامی شریعت کے مطابق ہجرت کرنا لازمی ہے۔ اسی بات کی اہمیت پر قرآن میں کئی مقامات پر زور دیا گیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ النساء آیت نمبر 98-101 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: ”یقیناً وہ لوگ جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے ہیں وہ (آن سے) کہتے ہیں تم کس حال میں رہے؟ وہ (جو اب) کہتے ہیں ہم تو طلن میں بہت کمزور بنادے گئے تھے وہ (فرشتے) کہیں گے کہ کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ پس یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت براٹھکانہ ہے۔ سوائے ان مردوں اور عورتوں اور بچوں کے جنہیں کمزور بنایا گیا تھا۔ جن کو کوئی حیلہ میر نہیں تھا اور نہ ہی وہ (نکلنے کی) کوئی راہ پاتے تھے۔ پس یہی وہ لوگ ہیں، بعد نہیں کہ اللہ ان سے در گزر کرے اور اللہ بہت در گزر کرنے والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے تو زمین میں (دشمن کو) نامراد کرنے کے بہت سے موقع اور فراغی پائے گا۔ اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کر رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلتا ہے پھر (اس حالت میں) اسے موت آجائی ہے تو اس کا اجر اللہ پر فرض ہو گیا ہے۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بڑے زور دار طریقے سے ہر مسلمان، جس کو اپنے ملک میں مذہب کی بنابر ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہو، ہجرت کرنے کا حکم دیا ہے اور ہجرت نہ کرنے والے کو جہنم کی وعید سنائی ہے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے کمزور لوگوں کو رعایت بھی دی ہے اور ہجرت کرنے والوں کو بیش بہا انعاموں اور فضلوں کا وعدہ بھی دیا ہے۔ یہ نہیں کہ بس ہجرت کرنے والا ہجرت کرے اور باقی سب سامان خود ہی کرے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرنے والے کی ذمہ داری خودی ہے۔

تاریخ اسلام میں سب سے پہلی ہجرت ابی سینیا کی طرف کی گئی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنحضرت ﷺ کی قیادت میں مدینہ کی طرف ہجرت کی گئی جس سے اشاعتِ اسلام اور ترقیٰ دین کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا۔ تاریخ احمدیت میں پہلی ہجرت قیام پاکستان کے بعد حضرت غلیفۃ المسیح الشاذلیؓ کے دور خلافت میں عمل میں آئی 1889ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت انتہا کو پہنچ گئی۔ جس میں قادیانی کے بعض آریہ سماج بھی پنڈت لیکھرام کہ شہب پر شامل ہو گئے۔ ان دونوں حضرت اقدسؐ نے قادیانی سے کسی دوسرے شہر ہجرت کرنے کا قصد فرمایا تھا اور 18 دسمبر 1894ء کو حضرت مسیح موعودؑ کو یہ الہام ہوا۔ ”داغ ہجرت“ حضرت اقدسؐ فرماتے ہیں:

”انیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے لیکن بعض رویا نبی کے زمانے میں پورے ہوتے ہیں اور بعض اولاد بیا کسی تبع کے ذریعہ سے پورے ہوتے ہیں۔

مثلاً آنحضرت ﷺ کو قصرو کسری کی کنجیاں ملی تھیں تو وہ ممالک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے۔“ (در جلد اول نمبر 7، 23 نومبر 1905ء)

1947ء بر صعیر پاک و ہند کی تاریخ میں قیامتِ صغریٰ کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس سال تقسیمِ ملک کی وجہ سے کروڑوں افراد کا تبادلہ ہوا اور فتنہ و فساد کی آگ دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف پھیل گئی۔ بالخصوص مشرقی پنجاب کے نہتے مسلمانوں پر ایسے انسانیت سوز مظالم توڑے گئے جن کے تصور سے روح بھی کانپ اٹھتی ہے۔ رفتہ رفتہ قتل و غارت کے شعلوں نے جماعتِ احمدیہ کے دامن مرکز قادیان کے نواح کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانيؑ نے جب دیکھا کہ مشرقی پنجاب میں رہ کر اشاعتِ دین حق کا کام جاری رکھنا ممکن ہے تو آپ قادیان سے ہجرت کر کے پاکستان آگئے۔ یوں حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ”داغِ ہجرت“ پورا ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانيؑ نے فرمایا:

”حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کے مطالعہ سے جب مجھ پر یہ امر منشف ہوا کہ ہمارے لیے ایک ہجرت مقدر ہے اور ہجرت ہوتی ہی لیدر کے ساتھ ہے تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ مجھے قادیان چھوڑ دینا چاہیے۔“ (بحوالہ خطبہ جمعہ 10 جولائی 1949ء)

نیز فرمایا:

”یہاں پاکستان پہنچ کر میں نے پورے طور پر محسوس کیا کہ میرے سامنے ایک درخت کو اکھیز کر دوسرا جگہ لگانا نہیں بلکہ ایک باغ کو اکھیز کر دوسرا جگہ لگانا ہے۔ یعنی اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ فوراً ایک مرکز بنایا جائے۔“ (ماخوذ خطبہ جمعہ 15 جولائی 1949ء)

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ جماعت کو چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے پار ایک ایسا قبہ مل گیا جو بالکل بخرا اور غیر آباد تھا۔ یہ رقبہ 1034 ایکٹر پر مشتمل تھا گور نمنٹ سے خرید لیا گیا اور گویہ قلعہ جس کا طول بہت زیادہ اور عرض نسبتاً کم اور اس کے اندر گزرنے والی ریلوے لائن، پنجتہ سڑک اور پہاڑی ٹیلوں کی وجہ سے کئی حصوں میں تقسیم شدہ بھی تھا، جسے اچھی آبادی کیلئے زیادہ مناسب بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ مگر ہر حال جو چیز مل سکی خدا تعالیٰ کے شکر کے ساتھ قبول کر لی اور اس میں قادیان سے آئے ہوئے پناہ گزینوں اور صدر انجمن احمدیہ کے اداروں کے واسطے بستی آباد کرنے کیلئے تجویز کر لیا گیا۔

20 ستمبر 1948ء بروز پیر اس کا افتتاح ہوا اور حضرت مصلح موعودؓ نے وہاں جا کر ایک بڑے مجمع کے ساتھ نماز ظہر ادا کی۔ اس موقع پر ایک وسیع شامیانہ اور کچھ خییے نصب کر دیے گئے اور چنیوٹ، احمد مگر، لاہیاں اور سر گودھا کے علاوہ کئی دوست لاہور سے بھی اس با برکت تقریب میں شامل ہونے کیلئے پہنچ گئے تھے۔ نماز ظہر ڈیڑھ بجے شروع ہوئی جس میں تقریباً اڑھائی صد احباب نے شرکت کی۔ اس کے بعد شریک ہونے والے احباب کی فہرست تیار کی گئی اور پھر حضور انورؒ نے ایک نہایت درجہ موثر اور درد بھری تقریر کے بعد حاضرین کے ساتھ لمبی دعا کی اس کے بعد برکت کے خیال سے پانچ بکرے ذبح کیے گئے۔ وسط والا بکرا حضورؒ نے خود نجع فرمایا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

”یہ کبھی وہم نہ کرنا کہ رب وہ اجز جائے گا۔ رب وہ کو خدا تعالیٰ نے برکت دی ہے۔ رب وہ کے چپے چپے پر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس زمین کو کبھی شائع نہیں کرے گا جس پر نعرہ یعنی تکبیر اور محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا گیا ہے۔ یہ بستی قیامت تک خدا تعالیٰ کی محبوب بستی رہے گی اور قیامت تک اس پر برکتیں نازل ہوں گی اس لیے کبھی نہیں اجڑے گی، کبھی تباہ نہ ہو گی بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کا جہنڈا دنیا میں کھڑا کرتی رہے گی۔“

ربوہ ہے کعبہ کی بڑائی کا دعا گو
کعبہ کی پہنچتی رہیں رب وہ کو دعا عیسیٰ (کلام محمود)

حضرت مسح موعودؑ کی آخری باتیں

(عائشہ مہوش حیب لینگویرن)

قادیان میں آخری وحی - : حضرت مسح موعود علیہ السلام کو قادیان میں یہ وحی ہوئی جو آپؑ کی وفات پر دلالت کرتی تھی

”مباش ایکن از بازی روز گار“

اس کے بعد میں کوئی موقعہ ملا کہ (قادیان میں) آپؑ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوا۔ اس لیے قادیان میں یہ آخری وحی تھی۔

سب سے آخری وحی - : لاہور میں آپؑ پر اللہ تعالیٰ نے سب سے آخری کلام جو نازل فرمایا وہ 20 / مئی 1908ء کو ان الفاظ میں ہوا۔

”آَلَّهُ حِلْمٌ ثُمَّ أَرَّهِلْمٌ وَالْمُؤْمِنُ قَرِيبٌ“

آخری نظم جو سنی گئی - : آخری نظم جو حضورؑ کی خدمت اقدس میں پڑھی گئی وہ 16 / مئی 1908ء کو پڑھی گئی جو کہ ڈاکٹر احمد حسین صاحب لاپوری کی

تھی۔ اس کے بعد کوئی نظم آپؑ کے حضور نہیں سنائی گئی۔ اس نظم کے دو شعر یہ ہیں ۔

یاربی قادیان میں میر امر زادہ ہو دے

اور میر اذرہ ذرہ اس پر شمار ہو دے

آیا ہے تو مسیح اپو دہ صدی کے سر پر

آمد پہ کیوں نہ تیرے فصل بہار ہو دے

آخری تحریر - : 25 مئی 1908ء کی شام کو ”پیغام صلح“ کا مضمون ختم کیا جو کہ آخری تحریر کہا جا سکتا ہے۔ البتہ 26 / مئی کو آخری لمحات میں قلم دوات

منگو اکر بمشکل چند الفاظ لکھے اور بوجہ ضعف کے کاغذ کے اوپر قلم کھستہ ہوا چلا گیا اور حضورؑ پھر لیٹ گئے۔ حتیٰ رنگ کے کاغذ پر حضورؑ انور نے لکھا: ”تکلیف یہ ہے

کہ آواز نہیں نکلتی، کوئی دوادی جائے۔“

اندرون خانہ آخری تقریر - : 23 مئی 1908ء کو بعد نماز عصر چند ہندو مستورات آئیں کہ ہم مہاراج کے درشن کے واسطے آئے ہیں۔ حضورؑ کی خدمت

میں اطلاع کی گئی۔ چنانچہ آپؑ نے نہایت لطف و مہربانی سے ان کو اجازت دی اور وہ گھر میں حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضورؑ نے ان کو وعظ بھی فرمایا جو

کہ الحج 6 / جون 1908ء میں درج ہے۔

آخری تقریر - : 25 مئی کو حضورؑ اپنے خدام میں تشریف فرماتھے۔ حضورؑ نے حیات مسح کے رو میں ایک مفصل تقریر فرمائی۔ اس تقریر کے وقت

رعاب، ہبیت اور جلال اپنے کمال عروج پر تھا۔

آخری مکتوب:- اخبار عام کیلئے یہ باعث شفر رہے گا کہ حضرت اقدس آخری وقت تک اس کے خریدار رہے اور یہ شرف بھی اس اخبار کو ملا کہ حضور کا آخری

خط بھی اسی اخبار میں شائع ہوا۔ اس خط میں آپ نے بڑی وضاحت سے اپنے دعویٰ نبوت کی بابت روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔

آخری نماز:- آخری نماز جو آپ نے ادا کی 26 / مئی 1908ء کی صحیح جب فجر کی نماز کی اذان کان میں پڑی تو پوچھا کہ کیا صحیح ہوئی؟ جواب ملنے پر نماز فجر کی نیت باندھی اور نماز ادا کی۔

آخری الفاظ:- وہ الفاظ جن پر حضرت مسیح موعود اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے، یہ تھے۔

”اے میرے پیارے! اے میرے پیارے!

اے میرے پیارے اللہ! اے میرے پیارے اللہ!“

آخری سفر:- 27 اپریل 1908ء کو قادیان سے بٹالہ تشریف لے گئے۔ وہاں ایک روز قیام فرمایا۔ 29 اپریل 1908ء کو بٹالہ سے بذریعہ ریل امر تر اور پھر لاہور تشریف لے گئے۔

آخری قیام:- حضرت اقدس اپنے اہل غانہ کے ساتھ احمد یہ بلڈ نگز لاہور میں سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان میں رہائش پذیر ہوئے۔

آخری ملاقاتیں:- 7 اپریل 1908ء کو شکا گو کے ایک سیاغ مسٹر جارج ٹرنر، مس ہارڈون اور ایک سکاچ مین مسٹر بانسر نے قادیان میں حضرت اقدس سے ملاقاتیں کیں۔

/ 12 مئی 1908ء کو لاہور میں پروفیسر کلینٹ ریگ صاحب، ان کی اہلیہ اور مسٹر فضل حسین صاحب نے ملاقات میں حضور سے کئی سوالات کیے۔

آخری دستی بیعت:- حضرت میاں جہان خان صاحب آف مانگٹ اوچا تحصیل حافظ آباد نے لاہور میں دستی بیعت کی۔

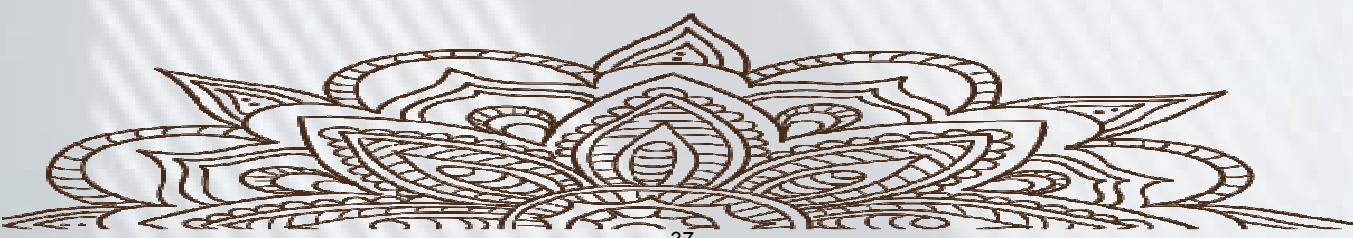
آخری سیر:- 25 مئی کو پیغام صحیح کمل کرنے کے بعد گھوڑا گاڑی پر چند میل کی ہوانوری کیلئے تشریف لے گئے۔

آخری تحریک:- ستمبر 1907ء میں حضرت مسیح موعود نے جماعت کے سامنے وقفِ زندگی کی پُر زور تحریک فرمائی۔

آخری جلسہ سالانہ:- 25 دسمبر 1907ء کو انجمن تشحیذ الاذہان کا جلسہ ہوا۔ 26 دسمبر 1907ء کو حضور انور نے سورۃ فاتحہ کے مضامین پر تقریر فرمائی۔

28 دسمبر کو گلزار شہنشاہی تقریر مکمل فرمائی۔

خبراء الحکم 21 / مئی 1934ء میں حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب کا مضمون درج بالا عنوان کے تحت شائع ہوا۔ اس کا خلاصہ مزید اضافہ کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے



حضرت قاضی محبوب عالم صاحب رخ

(شاملہ کرن)

پیدائش 1878ء بیعت: 19 جولائی 1956ء وفات: 19 جولائی 1998ء

آپ ابھی طالب علم ہی تھے کہ مذہب کا شوق ہونے کی وجہ سے حنفیوں اور اہل حدیث کی بحثیں سناتے تھے۔ مذہباً آپ حنفی تھے گرچہ نیاں والی مسجد میں بھی، جو کہ اہل حدیث گروہ کی تھی، جایا کرتے تھے۔ ان کی باتیں سن کر آپ پر یہ اثر ہوا کہ یہ لوگ حنفیوں کی نسبت قال اللہ اور قال الرسول پر زیادہ عمل کرنے والے ہیں۔ مگر ان کی مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر بھی ہوتا تھا اور وہ لوگ حضور کے دعویٰ میسیحیت کے خلاف بہت کچھ کہا کرتے تھے۔ اب آپ اس جتوجو میں لگ گئے کہ اگر کوئی حضرت مرزا صاحب کا مرید ملے تو اس سے حضرت مرزا صاحب کی نسبت حالات معلوم کیے جائیں۔ چنانچہ آپ کو ولی اللہ صاحب کا پتہ چلا۔ آپ نے ان کے پاس جانا شروع کر دیا۔ آپ نے ان کے کہنے پر استخارہ کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دوسرے روز رات کے دو بجے ابھی میں استخارہ کی دعا پڑھ کر سویا ہی تھا تو رؤیا میں مجھے ایک شخص نے کہا کہ آپ اُنھ کر دو زانو بیٹھ جائیں۔ کیونکہ آپ کے پاس حضرت رسول ﷺ تشریف لارہے ہیں اور مجھے بھی زینے سے کسی شخص کے چڑھنے کی آواز آئی۔ چنانچہ میں روڈیا میں دو زانو بیٹھ گیا۔ اتنے میں نے دیکھا ایک نہایت متبرک انسان سفید لباس میں آیا ہے اور اُس نے ایک بازو سے حضرت مرزا صاحب کو پکڑ کر میرے سامنے لا کھڑا کر دیا اور فرمایا:

هذَا الرَّجُلُ غَيْرِهِ اللَّهِ وَأَنْكَحُوهُ أَطْنَعُوهُ

پھر وہ واپس چلا گیا۔ اور حضرت صاحب میرے پاس کھڑے ہو گئے اور اپنی ایک انگلی اپنی چھاتی پر مار کر کہا:

ایہو رب خلیفہ کیتا۔ اس نوں مہدی جانو

اس کا مطلب یہی تھا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ صبح اُنھ کر جب میں نے سکول میں بتایا کہ میں بیعت کرنے والا ہوں تو استاد اور بچوں نے مجھے بہت برا کہا۔ استاد نہ مجھے کلاس سے باہر نکال دیتے، مرزاًی مرزاًی کہتے، قہقہے لگاتے اور جب میں مسجد جاتا تو مسجد سے نکال دیتے۔ میر اسکول میں پڑھنا مشکل ہو گیا، لوگ مجھے کھانے کو دوڑتے۔ تب میں نے قادیان ہجرت کرنے کا فیصلہ کیا۔ لوگوں نے بہت منع کیا مگر میں پھر بھی قادیان روانہ ہو گیا۔ سفر میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لوگوں نے آپ کو روکنے کیلئے آپ کا پیچھا کیا۔

جب آپ بیالہ پہنچ تو وہاں کے لوگوں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے سچ بتا دیا کہ میں مرزا صاحب کو ملنے جا رہوں۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ وہ اچھا آدمی نہیں ہے تم ان کو ملنے نہ جاؤ۔ مگر آپ نے فرمایا میں قادیان ضرور جاؤں گا۔ اس پر انہوں نے آپ کو مسجد سے نکال دیا۔ آپ اُنہ پر تشریف لے گئے۔ کچھ لوگ آپ کو قادیان جانے سے روکنے کیلئے اُنہ پر بھی پیچھے گئے اور یہ لالج بھی دیا کہ تم طالب علم ہو ہم تمہیں یہاں بڑے میاں کے پاس بٹھا دیں گے اور تمہاری رہائش اور لباس کا بھی انتظام کر دیں گے۔ مگر آپ نے ہجرت قادیان کی تھی اور کوئی بھی چیز آپ کو قادیان

جانے سے روک نہیں سکتی تھی لہذا آپ رات کو قادیان کیلئے چل پڑے اور پورا راستہ لوگوں نے آپ کو بہت تنگ کیا۔ آدھی رات کو ایک جگہ روشنی دکھائی دی اور آپ مسایاں پہنچ گئے۔ اور وہاں سے صحیح چاربجے قادیان کی طرف روانہ ہوئے اور سورج نکلنے کے قریباً ایک گھنٹہ بعد آپ قادیان پہنچ گئے۔ قادیان میں ایک شخص سے پوچھا کہ بڑے مرزا صاحب کہاں ہیں؟ اُس نے کہا کہ وہ سامنے حلقہ پر رہے ہیں۔ اُس شخص کی بیان کردائی دیکھ کر سخت افسوس ہوا اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ کاش میں قادیان بھرت ہی نہ کرتا۔

درامل لوگ چاہتے ہی نہیں تھے کہ آپ مرزا صاحب سے ملیں۔ وہ آپ کو طرح طرح سے تنگ کر رہے تھے، آپ کو بھڑکا رہے تھے کہ آپ ملے بغیر ہی واپس چلے جائیں۔ آخر جب آپ واپس جانے لگے تو حضرت حافظ حامد علی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا یہاں کیوں آئے ہو اور کس سے ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا جس سے ملنے آیا تھا مل لیا اور اب میں واپس جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آپ مرزا صاحب سے ملنے آئے ہیں تو وہ یہ مرزا نہیں ہیں وہ اور ہیں اور میں آپ کو اُن سے ملا دیتا ہوں۔

چنانچہ انہوں نے آپ کی حضور سے ملاقات کا بندوبست کر دیا۔ جب آپ نے حضور کو دیکھا تو روزیا میں جو شخص تھا، ہی حلیہ تھا۔ حضرت صاحب کے ہاتھ میں عصا بھی تھا، پگڑی بھی تھی، تمام حلیہ وہی تھا۔ آپ ان کو دیکھ کر زور زور سے رونے لگے۔ تو حضرت مرزا صاحب نے مجھے تسلی دی اور فرمایا صبر کرو۔ پھر میں نے اُن کو اپنی ساری تکلیفیں بیان کر دیں کہ آپ سے ملنے کیلئے کیا کیا برداشت کیا اور حضور کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور بیعت کے بعد بھی آپ کو بہت سی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔

حضرت منشی محبوب عالم صحابی مسیح موعود، میرے ابو کے پڑدادا تھے۔



سامیہ رحمت

(عمارہ معین میلبرن ویسٹ)

میں آج اُس عظیم ہستی کے بارہ میں لکھ رہی ہوں جو ہمارے لئے سماں یہ رحمت تھیں وہ ہماری عظیم والدہ تھیں آپ 16 اپریل 2018 کو ہم سب کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیق کے پاس چلی گئیں۔ آپ نہایت ہمدرد، مہمان نواز، خوش مزاج اور بلند ہمت و حوصلے والی خاتون تھیں۔ درحقیقت ان کی تعریف میں میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ مگر میری آنکھوں سے آنسو ضرور جاری ہیں۔ اللہ ان کو اور میرے والد صاحب کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور انکے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

آپ مزاج پسند شخصیت کی حامل تھیں آپ کا مزاج ہر کسی کے دل کو مودہ لینے والا تھا ہر مغل میں آپ کا چہرہ ہنستا ہوا نظر آتا تھا۔ بہت ہمدرد اور مہمان نواز اسقدر کہ مہمان کے آنے سے پہلے ہی ہر چیز کا خوب اہتمام فرماتی اور مہمانوں کی مہمان نوازی کر کے بہت خوش ہوتی تھیں۔ ہمیشہ بہترین کھانے کا التزام فرماتی۔ آپ نہایت صفائی پسند تھیں اور اس معاملہ میں ہماری ایک نہ سُنتی بلکہ بعض اوقات ہمیں ڈانٹ بھی پڑ جایا کرتی تھی۔ آپ 5 وقت کی نمازی تھیں آپ قرآن مجید باترجمہ جانتی تھیں ہم نے قرآن پاک اور تمام ابتدائی تعلیم اپنی والدہ سے حاصل کی آپ نہایت روائی سے قرآن مجید پڑھتیں اور اس سے پچی محبت کرتی تھی۔ آپ مالی مشکلات کے باوجود چندوں کی ادائیگی بہت باقاعدگی سے کرتیں۔ اور جماعتی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہتی تھیں۔ آپ غرباء اور ضرورت مندوں کی بھرپور مد فرماتیں۔ بہت سے سفید پوش لوگوں کی مدد کرتی تھیں اور ہمیں نصیحت کرتی تھیں کہ جب بھی آپ کے حالات بہتر ہوں کسی بچے کی سکول کی فیس لگوانا اور کسی غریب یا ضرورت مند کا باقاعدگی سے خرچ لگوانا کسی کے بڑے حالات دیکھ کر پریشان ہو جایا کرتی تھیں اور ہم سے ذکر کرتی تھیں کہ اسکی مدد کس طرح کی جائے۔ آپ کو تکب کے مطالعہ کا بہت شوق تھا بے شمار جماعتی کتب جتنا گنتی ناممکن ہے ہمارے گھر میں ہمیشہ موجود تھیں۔ آپکو ہم میوپیتھی کا کافی علم تھا غرض کہ ہماری ڈاکڑو ہی تھیں۔ بچوں کی اعلیٰ تعلیم پر بہت زور دیتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سب بہن بھائیوں کو اچھی تعلیم دلوائی۔ احمدیت سے آپکو والہانہ عشق تھا۔

آپ ہمیشہ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں اپنے آخری ایام میں لجنہ ہال گئیں اور بیماری کے باوجود صبح سے شام تک ڈیوٹی دی۔ بعد میں طبیعت، بہت خراب ہو گئی اور ہنستے ہوئے کہنے لگی کہ کیا ہو۔ اگر میری طبیعت خراب ہو گئی میرا شوق تو پورا ہو گیا، آپ لجنہ ہال میں اپنی خدمت پیش کرنا چاہتی تھیں کئی بار گئیں لیکن صحت نے اجازت نہ دی۔ آپ نے ہم چاروں بہن بھائیوں کو جماعت کے لئے وقف کر کھا تھا اپنے آخری خط میں جو آپ نے ہمارے لئے چھوڑا اس میں سب سے پہلی دعا انہوں نے ہمیں دی کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک آپکی نسلوں میں سے احمدیت کے شیدائی پیدا کر تاچلا جائے۔ آمین۔

یہ وہ پیاری دعا تھی جو ہماری والدہ نے ہمارے لئے اپنے آخری خط میں لکھی۔ آپ نے نہ صرف ہمیں وقف کیا بلکہ وقفِ نوابی تیاری، دعائیں، نظمیں، سورتیں۔ قرآن مجید باترجمہ، اذان، حدیثیں، تقاریر غرض ہر چیز ہم نے اپنی پیاری والدہ سے سیکھی۔ تقاریر اور مضمون لکھنے میں آپکو کمال حاصل تھا۔ ان کی لکھی ہوئی ہر تقریر پر ہمیں انعام ملتا تھا۔ آپ بلند ہمت و حوصلہ والی خاتون تھیں زندگی کے مشکل حالات کا بہت بہادری سے مقابلہ کر تیں اور شدید بیماری کے باوجود کبھی بھت نہ ہار تیں۔ آپ پر دے کی بہت پابند تھیں ہم نے کبھی انکو بغیر پردہ گھر سے نکلتے نہیں دیکھا۔ آپ موصیہ تھیں آپکو 20 اپریل 2018 کو نئے بہشتی مقبرہ ربوہ میں سپرد خاک کیا گیا آپ کی وفات لاہور ہسپتال میں اینجیو پلاسٹی کے دوران اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ہوئی اور آپکا نماز جنازہ، مبارک حافظ احمد صاحب نے پڑھایا۔ آپ ایک عظیم خاتون تھیں اللہ تعالیٰ آپکے درجات بلند فرمائے اور آپکو اپنی خاص جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

ورزش کے فائدے

(تابانہ طاہر لینگوارن)

ورزش ایک ایسی سرگرمی ہے جس کے فوائد سے انکار کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ جو کوئی بھی انسان صحت مند زندگی کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اس کے لئے ورزش کرنا ہمیت ضروری ہو جاتا ہے۔ ورزش کرنا نہ صرف صحت کے لئے ضروری ہے بلکہ اس کے اثرات روزمرہ زندگی پر بھی پڑتے ہیں لہذا یہ بات طے شدہ ہے کہ بہتر لائف اسٹائل میں ورزش یاد گیر جسمانی سرگرمیوں کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ ویسے تو ورزش کے بے شمار فوائد ہیں لیکن چند درج ذیل ہیں جنہیں جان کر اگر آپ ورزش کرنے کے عادی نہیں تو انشاء اللہ ہو جائیں گے۔

1۔ بہتر کار کردگی: اکثر کو گوں کو سہہ پہر میں سستی اور نیند محسوس ہوتی ہے لیکن اگر آپ ورزش کو اپنا معمول بنالیں تو آپ کی جسمانی اہلیت کے ساتھ ساتھ توجہ مرکوز کرنے کی صلاحیت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

2۔ پر سکون نیند: ورزش کرنے سے جسم میں سے ایک اور کیمیائی مادہ خارج ہوتا ہے۔ جسے سیر و ٹون کہتے ہیں۔ ورزش کرنے سے جسم میں سیر و ٹون پیدا ہوتا ہے جو خوشگوار نیند لانے کا قدرتی عمل ہے۔

3۔ اچھی صحت: ورزش کے ذریعے دل کی دھڑکن اور سانس لینے کی رفتار میں تیزی آجائی ہے اس دوران آپ کا جسم ایک سکون دینے والا مادہ پیٹا اینڈ رو فن پیدا کرتا ہے۔ جو کیمیائی طور پر مارفین سے ملتا جاتا ہے۔ اس کا سکون اور اثر دن بھر ساتھ رہتا ہے۔

4۔ جوانی میں اضافہ: آپ جس قدر مشقت کریں گے جسمانی فٹنس اتنی ہی زیادہ ہو گی۔ جسمانی سرگرمی عمر ڈھلنے کے عمل کو روکتی ہے۔ اگر صرف چھ ماہ تک باقاعدہ ورزش کر لی جائے تو تمیں سال تک عمر ڈھلنے کا عمل رُک جاتا ہے۔

5۔ ذیابیطس نظرول: ورزش جسم میں انسو لین جیسے اثرات پیدا کرتی ہے وزن میں کمی اور باقاعدہ ورزش کی بدولت آپ ٹائپ ٹو ذیابیطس کے خطرات سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

6۔ دل کے دورے سے محفوظ: خون میں لو تھڑے بننے سے دل کے دورے اور فانج کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ ورزش کرنے والے افراد خون کے ذرات کے لو تھڑوں میں تبدیل ہونے کے عمل سے محفوظ رہتے ہیں۔ ورزش کے ذریعے خانلقی حصہ محفوظ ہو جاتا ہے۔

7۔ ذہنی دباؤ سے نجات: ماہرین نفیسیات ورزش کو ذہنی دباؤ کم کرنے کا بہترین ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اگر باقاعدگی سے ورزش کی جائے تو ذہنی تناوے سے بچنے میں خاطر خواہ کامیابی ہوتی ہے۔

8۔ بلڈ پریشر میں کمی: جسمانی ورزش سے بلڈ پریشر کم کرنے کے لئے واک، سائیکلنگ اور ایر و بکس زیادہ موثر، ثابت ہوتی ہے، ہفتے میں تین مرتبہ تمیں سے ساٹھ منٹ کی ورزش کرنا بے حد موثر ہے۔

9۔ وزن پر کنٹرول: ورزش سے نہ صرف کیلو ریز برلن ہوتی ہے بلکہ میٹا بولزم کا عمل کئی گھنٹوں بعد تک بھی تیز رہتا ہے۔ فٹنس کی سٹھ بڑھنے سے پچھے مضبوط ہیں کیونکہ پھوپھوں کے غلیات ہی کیلو ریز کو تیزی سے برلن کرتے ہیں۔ پچھے اگر مظبوط ہوں تو آپ کا وزن نہیں بڑھتا۔

10۔ بھرپور زندگی: ورزش کرنے والے افراد چست اور چاک و چونڈ رہتے ہیں۔ ایسے لوگ زندگی سے زیادہ لطف اندوڑ ہوتے ہیں۔ کھیلوں یا تفریح میں دلچسپی لینا صحت کی علامت ہے اس کے ذریعے باقاعدہ ورزش بھی ہوتی ہے اور کھیلوں میں مہارت بھی بڑھ جاتی ہے۔



لیمن ہر بڈ گر لڈ فش



لیمن ساس کے اجزاء:

پسا ہوا ہسن 1 چائے کا چیج
چکن ٹھاک 1 کپ
لیمو کارس 2 کھانے کے چیج
پارسلے باریک کٹا ہوا 1 کھانے کا چیج
کالی مرچ میں پسی ہوئی آدھا چائے کا چیج
نمک حسب ذائقہ
کریم 4 کھانے کے چیج
کارن فلور 1 کھانے کا چیج
مکسڈ ہرب 1 چائے کا چیج

اجزاء:

بون لیس مچھلی کے قتنے آدھا کلو
لیمو کارس 1 کھانے کا چیج
تیل 2 کھانے کا چیج
پسا ہوا ہسن 1 چائے کا چیج
پارسلے باریک کٹا ہوا 1 کھانے کا چیج
نمک حسب ذائقہ
کالی مرچ میں پسی ہوئی آدھا چائے کا چیج
پیپر لیکا آدھا چائے کا چیج
لال مرچ بھی ہوئی آدھا چائے کا چیج
1 لیمو کے سلاس

ترکیب:

فشا کو تمام اجزاء کے ساتھ 30 منٹ کے لئے میرینیٹ کر لیں۔ لیں کے بعد اسے فرائی کر لیں۔
لیمن ساس کے لئے 2 کھانے کے چیج تیل میں پسا ہوا ہسن ہلکا ساف رائی کر لیں پھر اس میں چکن ٹھاک اور باقی کے اجزاء ڈال کر انہاں میں پھر اس میں کارن فلور ڈال دیں۔
فشا کو ایک پلیٹ میں نکالیں۔ اس کے اوپر لیمن ساس ڈالیں اور گرم گرم سرو کریں۔

محچلی کے کباب

اجزاء:



محچلی 400 گرام

انڈا 1 عدد

بریڈ سلاسز 2-3 عدد

لہن 1 چائے کا چیج

ادرک 1 چائے کا چیج

بریڈ کرمر 1 کپ

ہری مرچ 2-3 عدد

گرم مصالحہ 1 چائے کا چیج

ہلدی آدھا چائے کا چیج

ہر اونچنا 4/1 کپ

ہری بیاز 2/1 کپ

لیمو کارس 1 کھانے کا چیج

نمک حسب ذائقہ

پی لال مرچ 2/1 چائے کا چیج

تربکیب:

1- بریڈ سلاسز کو چوپ کر لیں۔

2- اب اس میں گرم مصالحہ، ہلدی، نمک، لال مرچ، لیمو کارس، دھنیا، بیاز، ہری مرچ، ادرک، لہن، ہری پیاز ڈال کر ہلاکا سا چوپ کر لیں۔

3- پھر اس میں بون لیں محچلی شامل کر کہ مزید چوپ کر لیں اور بیا لے میں نکال کر کباب بنالیں۔

4- پھر کبابوں کو انڈے میں ڈب کر کے بریڈ کرمر میں کوت کر کے شیلو فرائی کر لیں۔